

## متاعِ دنیا اور متاعِ آخرت

﴿زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِينَ وَالْقَنَاطِيرِ  
الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْأَنْعَامِ وَالْحَرْثِ  
ذَلِكَ مَتَاعُ الدُّنْيَا وَاللَّهُ عِنْدَهُ حُسْنُ الْمَبَآءِ ۝ قُلْ أَوْفُوا بِعَهْدِكُمْ  
بِخَيْرٍ مِّنْ ذَلِكَ لِّلَّذِينَ اتَّقَوْا عِندَ رَبِّهِمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ  
خَالِدِينَ فِيهَا وَأَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ بَصِيرٌ  
بِالْعِبَادِ ۝﴾ [آل عمران: ۱۴، ۱۵]

”لوگوں کے لیے نفسانی خواہشوں کی محبت مزین کی گئی ہے جو عورتیں اور بیٹے اور سونے  
اور چاندی کے جمع کیے ہوئے خزانے اور نشان لگائے ہوئے گھوڑے اور مویشی اور کھیتی  
ہیں، یہ دنیا کی زندگی کا سامان ہے اور اللہ ہی ہے جس کے پاس اچھا ٹھکانا ہے۔ کہہ  
دیجیے کیا میں تمہیں اس سے بہتر چیز بتاؤں، جو لوگ متقی بنے ان کے لیے ان کے رب  
کے پاس باغات ہیں جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہیں، ان میں ہمیشہ رہنے والے ہیں  
اور نہایت پاک صاف بیویاں اور اللہ کی جانب سے عظیم خوشنودی ہے اور اللہ بندوں کو  
خوب دیکھنے والا ہے۔“

## خبردار! یہ تحریف شدہ قرآن ہیں

(محمد حفیظ اللہ خان المدنی رحمہ اللہ)

ہر مسلمان اس امر پر کامل یقین رکھتا ہے کہ قرآن مجید اپنے الفاظ، معانی و مفہوم اور مقام و مرتبے کے اعتبار سے اقوامِ عالم کے لیے تاقیامت ایک چیلنج کی حیثیت رکھتا ہے، ایسا چیلنج کہ جو بھی قرآنی الفاظ اور معانی میں تبدیلی و تحریف کی سعی مذموم کرے گا ذلیل و خوار ہوگا کیونکہ اللہ رب العزت نے یہ اعلان فرمادیا:

﴿لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ﴾ [الأنعام: ۱۱۵] ”اس کے کلمات کو کوئی تبدیل نہیں کر سکتا۔“

﴿يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ تَنْزِيلٌ مِّنْ حَكِيمٍ حَبِيدٍ﴾ [حم السجدة: ۴۲]

”اس کے پاس باطل نہ اس کے آگے سے آتا ہے اور نہ اس کے پیچھے سے، ایک کمال حکمت والے، تمام خوبیوں والے کی طرف سے اتاری ہوئی ہے۔“

﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾ [الحجر: ۹]

”بے شک ہم نے ہی یہ نصیحت نازل کی ہے اور بے شک ہم اس کی ضرور حفاظت کرنے والے ہیں۔“

مگر ہر دور میں دشمنانِ اسلام اس عظیم کتاب کو اپنی ناپاک کوششوں کا نشانہ بنانے کی کوشش کرتے رہے۔ اور جب سے انٹرنیٹ اور جدید ذرائعِ ابلاغ تک پہنچ آسان سے آسان تر بنادی گئی ہے، اسی قدر قرآن مجید کے خلاف سازشوں میں اضافہ ہوتا چلا گیا ہے۔ ان سازشوں میں وہ ویب سائٹس بھی شامل ہیں جن پر قرآن مجید سافٹ ویئر کی صورت میں موجود ہے۔ بہ ظاہر ان ویب سائٹس کے نام قرآن مجید سے مماثل رکھے گئے ہیں مگر چونکہ ان کو بنانے اور ترتیب دینے والے یا تو یہودی ہیں یا قادیانی یا غالی شیعہ، لہذا ان عناصر نے قرآن مجید کے نام پر عام مسلمانوں کو دھوکہ دینے کی غرض سے بہت ساری تبدیلی اور تحریف سے کام لینے کی کوشش کی ہے اور ایسے محرف قرآن عام کرنے کے لیے بعض سافٹ ویئر مفت بھی رکھے گئے ہیں۔

ہم یہاں ایسے سافٹ ویئر کے تیار کنندگان اور سافٹ ویئر کے نام شائع کر رہے ہیں تاکہ عام مسلمان خصوصاً ہمارے نوجوان اس قسم کے قرآن کو ڈاؤن لوڈ کرنے سے محفوظ رہیں:

1. A.S.H Application Software House Ltd (یہودی) "Qur'an" \$ 1.99.
2. Sayed Samad (رافضی) "alQuran" Free
3. Masood Nasir (قادیانی) "The Holy Quran - Arabic" Free.
4. Aued Al-Fadhli (رافضی) "القرآن الکریم" Free
5. A.S.H Applications Software House Ltd (یہودی) "القرآن" \$ 1.99
6. oTech (نصرانی) "Holy Quran" for iphone Free.
7. AlMahdi A.T.F. (رافضی) "القرآن الکریم" Free
8. AlMahdi A.T.F (رافضی) "نتمہ القرآن الکریم" Free.
9. MarsEmet Ltd (یہودی) "Holy Qur'an" \$20.99
10. Mohammed Al Sarraf (رافضی) "ارقام من القرآن الکریم" \$ 0.99
11. ATI Developer (رافضی) "ادعیۃ القرآن الکریم" Free.

(بہ شکریہ ماہنامہ صراطِ مستقیم، برمنگھم)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قُلْ إِنِّي نَذَرْتُ لِلْإِسْلَامِ نَذْرًا وَلَا أُقِرُّ إِلَّا بِهِ

سماہدست  
مولانا ابوبکر صدیق السلفی

بانی  
مولانا محمد عطاء اللہ حنیف

04 ربیع الثانی 1434 ھ جمعۃ المبارک 15 تا 21 فروری 2013ء

مسک اہلحدیث کا داعی و ترجمان

# الاعنصل

یکے از مطبوعات دارالدعوة السلفية

شماره 07 جلد 64

## مجلس ادارت

- شیخ الحدیث حافظ ثناء اللہ مدنی
- مولانا محمد اسحاق بھٹی
- مولانا ارشاد الحق اثری
- ملک عصمت اللہ قلوی
- حافظ حماد شاہر
- حماد الحق نعیم

## مدیر مسئول

- حافظ احمد شاہر

## مینجر

- محمد سلیم چنیوٹی

## کمپوزنگ

- رضا اللہ ساجد

0333-4786507

0344-4656461

## جواہر پارے

متنازع دنیا اور متنازع آخرت

## کلمہ طیبہ

خبردار! یہ تحریف شدہ قرآن ہیں

## اداریہ

(محمد حفیظ اللہ خان المرینی رحمہ اللہ)

2 (حافظ احمد شاہر)

## دریں قرآن

تفسیر سورہ یونس..... (۶۰)

4 (مولانا ارشاد الحق اثری)

## دریں حدیث

غنیۃ القاری بترجمة ثلاثیات البخاری (۸)

7 (تسمیل: حافظ محمد اشرف سعید رحمہ اللہ)

## سیرت صحابہ

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ

10 (مولانا عبدالواحد ہیرودی)

## اسلامی معیشت

اسلامی نظام معیشت کی خصوصیات..... (۲)

14 (مولانا حافظ عبدالحمید ازہر)

## پند و نصائح

انسان کی گمراہی کے لیے شیطانی حربے

19 (محبوب الرحیم)

## تجارت و معیشت

بنک کارڈ اور ان کی شرعی حیثیت

22 (پروفیسر ڈاکٹر فضل الہی)

## اسلامی ثقافت

اسلامی تہذیب میں فن تعمیر

27 (محمد سعید عالم قاسمی)

## تبصرہ کتب

فرشتوں کا صحابہ سے پیار

31 (محمد سلیم چنیوٹی)

## شعر و ادب

مسلمان لڑکی سے.....!

(ماہر القادری)

خط کتابت کے لیے : ہفت روزہ الاعتصام، 31 شیش محل روڈ، لاہور  
: 4 ABL 2466-4 بلال گنج پرائیج لاہور  
: 042-3735 4406  
: 042-37229802  
: CPL : 12 رجسٹرڈ نمبر

فی پرچہ : 12/- روپے  
سالانہ : 500/- روپے  
بیرونی ممالک سے : 200/- ریال  
60/- ڈالر امریکی

بیت

E-Mail: al.aitisam@gmail.com

پرنٹر: پرنٹ یارڈ پرنٹرز، لاہور۔ ناشر: حافظ احمد شاہر، مقام اشاعت: 31 شیش محل روڈ لاہور 54000

## ایمان بالرسالت

کہنے کو تو ہم سب اسلام کو دین کامل اور انسانی زندگی کے لیے مکمل ضابطہ حیات کہتے ہیں لیکن عملاً؟ مثلاً:

○ نبی ﷺ کی محبت ایمان کا جزو ہونا اور آپ ﷺ کی اطاعت سے ایمان مکمل ہونا مسلم ہے۔ قرآن مجید کی سورہ توبہ (آیت: ۲۴) میں اللہ تعالیٰ نے تمام نسبی و جذباتی رشتوں، انسانی ضروریات و خواہشات کا ذکر بایں انداز فرمایا کہ اگر ان سب سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ اے مسلمانو تم کو زیادہ محبوب نہ ہوں تو پھر اللہ تعالیٰ کے حکم..... یعنی عذاب..... کا انتظار کرو اور جو مسلمان اس سب کچھ کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی محبت پر ترجیح دے اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ فاسق قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔

ایسے ہی نبی ﷺ نے ایک صحیح حدیث میں فرمایا کہ جب تک کسی مسلمان کو میں ہر چیز سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں اس وقت تک اس کا ایمان ہی کامل نہیں ہوتا۔

○ اکبر الکبار..... شرک..... تو خیر ہے ہی ناقابل معافی جس میں دور حاضر کے مسلمانوں کی اکثریت لاشعوری بلکہ جہالت کے باعث ایسے مبتلا ہے کہ شیطان شرک بھی ان سے نیکی سمجھ کر کرواتا ہے۔ مثال کے طور پر قبروں پر چڑھاوے کے طور پر جو دودھ چڑھایا جاتا ہے وہ بغیر پانی کے ہوتا ہے جب کہ ملاوٹ کے بارے میں احادیث سننے کے باوجود بازار میں خالص دودھ ملنا اب شاید ناممکن ہو چکا ہے۔

○ اسی طرح فحش..... یعنی بے حیائی..... کے بارے میں سورہ نور (آیت: ۱۹) میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے واضح طور پر ارشاد فرمایا ہے کہ جو لوگ مومنوں..... مسلمانوں..... میں فحش پھیلا نا پسند کرتے ہیں ان کے لیے اللہ تعالیٰ نے دنیا و آخرت میں دردناک عذاب کی وعید فرمائی ہے لیکن آپ دیکھئے ٹی وی چینل کی بہتات نے فحش کو تفریح، آزادی اور تجارت کا نام دے کر کس طرح پھیلا یا ہوا ہے بلکہ اب تو اس فعل ناروا کا ایک اہم ذریعہ ہر چھوٹے بڑے، امیر و غریب اور نیک و بد کی جیب میں ہوتا ہے، یعنی موبائل فون! قحط، بھوک اور بے روزگاری فحش کا رد عمل ہونا کون نہیں جانتا۔

○ اسی طرح سود ہے جس کی حرمت دن کے سورج کی طرح واضح ہے اور نبی ﷺ نے اس کے کم از کم گناہ کی جو وضاحت بیان فرمائی ہے وہ کسی..... ان پڑھ اور پڑھے لکھے..... سے شاید پوشیدہ نہ ہو لیکن سود ہمارے معاشرے میں خون کی طرح سرایت کر چکا ہے اور ظلم عظیم یہ ہے کہ نصف صدی قبل کچھ متجددین نے اس کی کمی بیشی کی قیود لگا کر اس کے جواز کا ترشح دیا تھا لیکن ستم بالائے ستم یہ ہے کہ دور حاضر کے شرعی متجددین سود کو اسلام کا پیوند لگا کر اسلامی بنانے کے حیلے تراشنے میں کوشاں ہیں۔ اعاذنا اللہ منہ

اسی طرح ادھورے سوالوں کے حسب منشا جوابات حاصل کرنے کے ماہرین انٹرنس کے جواز کے فتاویٰ جات لے کر سادہ لوحوں کو اس دلدل میں پھانس لیتے ہیں جس کا نام انھوں نے نکال رکھا ہے جو ممکن ہے انٹرنس ہی کا عربی ترجمہ ہو۔

○ ایسے ہی نبی ﷺ نے مشابہت سے حکماً منع فرمایا ہے لیکن..... حلیہ و لباس میں..... یہود و نصاریٰ کی مشابہت تو خیر اب عیب نہیں رہی بلکہ اب لڑکے لڑکیوں سے مشابہت کو عین فیشن جان کر اپنانے اور لڑکیاں لڑکوں جیسا بننے..... نیا انداز حیات یا..... کو تہذیب جدید کا نام دے کر جواز تراش لینے کو علمی مویشی گانی، تحقیق جدید کا نام دے کر آمادہ بحث رہتے ہیں۔

○ خطبہ حجۃ الوداع میں نبی ﷺ نے تمام اولاد آدم کو مساوی قرار دیا تھا، یعنی کسی عربی کو عجمی پر اور گورے کو کالے پر کسی بھی قسم کی ترجیح کا انکار فرما

دیا اور تقویٰ و برتری صرف تقویٰ کو دی تھی۔ ہمارے معاشرے میں اشرافیت نام کی مخلوق نے جب سے خود کو عام انسانوں سے برتر جان لیا یا سیاسی خاندانوں نے حکمرانی کو گھر کی لونڈی بنا رکھا ہے ایسے ہی استحقاق کا کوڑا حکومت یا جمہوریت نے جو ارکان سینٹ و اسمبلیاں کے ہاتھوں میں تھما رکھا ہے اور جس طرح بعض ممالک نے ہم وطنوں کو غیر ملکیتوں کو اپنے سے کم تر جانا اور وڈیروں نے غریبوں سے غلاموں جیسا سلوک کرنا شروع کر دیا ہے تب سے یہ معاشرے بدبودار ہونا شروع ہو گئے ہیں۔

○ اسی طرح نبی ﷺ نے ذخیرہ اندوزی (خصوصاً خوراک کی) سے حکماً منع فرمایا ہے لیکن یہود کے طرز تجارت (کہ ہر قیمت پر ذاتی مفاد) سے غیر شعوری طور پر متاثر ہونے کی وجہ سے موجودہ کاروباری مہارت ہی اس چیز کا نام رہ گیا ہے کہ فصل آنے پر کولڈسٹوریج کے ذریعے اناج، سبز بیوں اور پھلوں کی ذخیرہ اندوزی کر کے نایابی کے ایام میں اس ذخیرہ..... کی ہوئی اشیاء..... کے منہ مانگے دام وصول کیے جائیں۔ اگر ہم نبی ﷺ سے محبت ان کے ارشادات پر ایمان رکھتے ہیں تو ایمان بالرسالت کا حق یہ ہے کہ اس فعل ناروا یعنی ذخیرہ اندوزی کو ملک میں قحط اور معاشرے میں بے برکتی کا بنیادی سبب تسلیم کر لیں اور اس سے باز رہیں۔

○ اسی طرح نبی ﷺ نے تصویر کو حرام ہی قرار نہیں دیا بلکہ تصویر بنانے اور بنوانے والے دنوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت کی وعید سنائی ہے۔ لیکن یہ گناہ اب..... معاذ اللہ..... گناہ ہی نہیں رہا۔ انیسویں صدی کے پہلے نصف میں تجدد کی چکاچوند سے چند ہی جانے والے چند علماء نے کیمرے کی تصویر کو بت تراشی سے مختلف قرار دے کر نص صریح یعنی حدیث شریف کے واضح حکم میں دراڑ ڈالی۔ پھر کیمرے کی تصویر اور ہاتھ..... قلم یا پنسل..... کی تصویر میں فرق کی شدنی چھوڑی۔ اب کیمرے بائی، وی کی تصویر کو فوٹو سٹیٹ قرار دیا جا رہا ہے۔ بہت سال قبل پنجاب یونیورسٹی کے ایک ہال میں جناب محمد علی جناح کا پورٹریٹ (ہاتھ سے نقش کی ہوئی تصویر) نصب کیا گیا تھا اس پورٹریٹ کی جب نقاب کشائی ہوئی تھی تو حاضرین نے اس کو آداب پیش کیے تھے۔

ہمیں علم ہے کہ جس طرح آج سے نصف صدی قبل تصویر کے جواز کے دلائل ایک عجوبہ ہوتے تھے اب اسی طرح بلکہ اس سے زیادہ حرمت تصویر کی یہ رائے اچھی محسوس ہوگی لیکن بہ حیثیت مسلمان اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت کے دعوے دار کس طرح تسلیم کریں کہ جس دین کو ہم قیامت تک کے لیے کافی جانتے اور مکمل مانتے ہیں اس دین کے شارع علیہ الصلاۃ والسلام کا کوئی فرمان، کوئی ارشاد کچھ وقت ر عرصہ یا مدت کے بعد قابل تغیر ہو سکتا ہے؟ جب آپ کے دیگر ارشادات گرامی قیامت تک کے لیے قابل عمل اور ناقابل تغیر ہیں تو پھر حرمت تصویر والی حدیث کے معانی میں یہ منہ شگافیاں کس طرح جائز ہو سکتی ہیں؟ کسی فرد، کسی گروہ یا طبقے کا عمل کسی ناجائز کو جائز نہیں کر سکتا بلکہ غور کرنے کی بات یہ ہے کہ جس طرح سود، ذخیرہ اندوزی، مشابہت، فحاشی کے تلخ ثمرات کا ہم رونا روتے ہیں کیا ہم نے کبھی تصویر کے جواز کے تلخ نتائج پر غور کیا ہے؟ بعض احباب مارکیٹ میں موجود حضرت موسیٰ، حضرت یوسف علیہ السلام کی زندگیاں پر مبنی فلمیں دیکھنے کے جواز کا جب ذکر کرتے ہیں تو ذہن میں سوال اٹھتا ہے کہ ان فلموں اور خاکوں (کہ آج عالم اسلام جس پر سراپا احتجاج ہے) کے ڈانڈے کہیں تصویر کے جواز تک تو نہیں پہنچتے؟ ذہن میں یہ بات بھی آتی ہے۔

خدا را! ﴿ادخلو فی السلم کافۃ﴾ یعنی اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ، شیطان کے نقش قدم پر مت چلو اور اپنے عمل سے ﴿افتؤ منون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض﴾ کے اظہار سے مجتنب رہیں۔

محبت رسول ایمان کا جزو اعظم ہے اور ایمان بالرسالت کا حق یہ ہے کہ نبی ﷺ کے ارشادات پر بلا چون و چرا مکمل ایمان لے آؤ۔ سورہ نساء کی آیت نمبر: ۱۱۵ ملاحظہ فرمائیں۔

”اور جو کوئی رسول کی مخالفت کرے، اس کے بعد کہ اس کے لیے ہدایت خوب واضح ہو چکی اور مومنوں کے راستے کے سوا (کسی اور) کی پیروی کرے ہم اسے اسی طرف پھیر دیں گے جس طرف وہ پھرے گا۔“



## تفسیر سورہ یس

مولانا ارشاد الحق اثری

اس کے سامنے اپنی وحشیت سے رُک جاتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو جو وصیت رسول اللہ ﷺ نے کی اس میں یہ بھی فرمایا:

((احفظ الله يحفظك .))

(ترمذی، رقم الحدیث: ۲۵۱۶)

”اللہ کے حقوق کی حفاظت کرو، اللہ تمہاری حفاظت کرے گا۔“

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہا، مولیٰ رسول اللہ ﷺ کشتی ٹوٹ جانے کی وجہ سے ایک جزیرے میں پہنچ گئے۔ انھوں نے دیکھا کہ شیر آ رہا ہے جو ان کے ہم راہ ہو گیا اور راستے کی طرف لے چلا۔ جب وہ آگے بڑھنے لگے تو شیر الوداعی نظروں سے انھیں دیکھنے لگا۔

(جامع العلوم والحکم، ص: ۱۶۳)

یہ ایسے مطیع ہیں کہ جب چاہتے ہو انھیں ذبح کر کے کھا لیتے ہو۔ انسان کی طرح ہر جان دار اپنی اولاد سے محبت کرتا ہے مگر یہ چوپائے ایسے ہیں کہ ان کی آنکھوں کے سامنے ان کی اولاد کو ذبح کر دیتے ہو تو وہ تب بھی دم نہیں مارتے۔ ان کے بارے میں ﴿ذَلَّلْنَاهَا﴾ کہہ کر گاؤ پرستی کی بھی جڑ کاٹ دی ہے کہ جنھیں اس قدر ان کا تابع بنا دیا ہے، کمال حماقت ہے کہ انسان انھی کی پرستش کرتا ہے!

﴿وَلَهُمْ فِيهَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبُ﴾ اس کے علاوہ ان میں اور بھی کئی فائدے ہیں۔ گائے، بھینس، بکری، اونٹنی کا دودھ حاصل کرتے ہو۔ ان سے دہی، لسی اور طرح طرح کی اشیاء بناتے ہو۔ ان کی اون اور چمڑے سے لباس، جوتے، خیمے، ڈول، مشکیزے اور دیگر مختلف چیزیں تیار کرتے ہو۔

اس کا ذکر قرآن مجید میں یوں بھی ہوا ہے:

﴿وَإِنَّ لَكُمْ فِي الْأَنْعَامِ لَعِبْرَةً نُّسْقِيكُم مِّمَّا فِي

﴿وَذَلَّلْنَاهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوبُهُمْ وَمِنْهَا يَأْكُلُونَ﴾

”اور ہم نے انھیں ان کے تابع کر دیا تو ان میں سے بعض ان کی سواری ہیں اور بعض کو کھاتے ہیں۔“ اس میں چوپائوں کے حوالے سے مزید احسانات کا ذکر ہے کہ صرف مالک ہی نہیں بنایا بلکہ ان کو تابع فرمان اور مطیع بھی بنا دیا۔ مملوک اگر مطیع نہ ہو تو اس کا کوئی فائدہ نہیں بلکہ ایسی چیز کا مالک ہونا بھی کوئی باعثِ عز و شرف نہیں رہتا۔ انسان اونٹ جیسے بڑے جانور کو کیل ڈال کر جہاں چاہتا ہے لے جاتا ہے، جب اشارہ کرتا ہے وہ کھڑا ہوتا ہے اور جب اشارہ کرتا ہے بیٹھ جاتا ہے۔ بلکہ ایک بچہ بھی اونٹ کی کیل پکڑے اسے اپنے پیچھے لے چلتا ہے، پھر ایک اونٹ کیا متعدد اونٹوں کی قطار اس کے پیچھے پیچھے ہو لیتی ہے۔ اسی طرح بڑے بڑے بیلوں سے بل چلواتا ہے اور دیگر بھاری کام لیتا ہے۔ یہ سب اللہ کی مہربانی سے ہے، ورنہ اونٹ کی ایک ٹانگ اور نیل کی ایک ٹکر جان لیوا ثابت ہو سکتی ہے۔

عموماً یہ چوپائے مالک کی اطاعت کا مظاہرہ کرتے ہیں مگر کبھی کبھی وہ سرکشی پر بھی اُتر آتے ہیں تو اس کا سبب دراصل انسان کی اپنے مالک (اللہ رب العزت) کی سرکشی اور نافرمانی ہے جس میں جانور کی حق تلفی اور اس پر ظلم بھی شامل ہے۔ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ بعض اللہ والوں نے فرمایا ہے:

”إِنِّي لَأَعصى اللَّهَ فَأَرى ذلِكَ فِي خَلْقِ

دابتی .“ (الداء والدواء، ص: ۷۴)

”میں اللہ کی نافرمانی کرتا ہوں تو اس کا اثر اپنے جانور کے

طور اطوار میں دیکھ لیتا ہوں۔“

انسان اللہ کا اطاعت گزار بن جائے تو مویشی کیا وحشی جانور بھی

اور انھی سے تم کھاتے ہو۔ اور انھی پر اور کشتیوں پر تم سوار کیے جاتے ہو۔“

ایک اور مقام پر ذرا تفصیل سے ارشاد فرمایا:

﴿وَالْأَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ فِيهَا دِفْءٌ وَمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ ۝ وَلَكُمْ فِيهَا جَمَالٌ حِينَ تُرِيحُونَ وَحِينَ تَسْرَحُونَ ۝ وَتَحْمِلُ أَثْقَالَكُمْ إِلَىٰ بَلَدٍ لَّمْ تَكُونُوا بِلُغَيْهِ إِلَّا بَشَقَّ الْأَنفُسِ إِنَّ رَبَّكُمْ لَرءُوفٌ رَّحِيمٌ ۝ وَالْغَيْلَ وَالْبَغَالَ وَالْحَمِيرَ لِتَرْكَبُوهَا وَزِينَةً ۝ وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝﴾ [النحل: ٥-٨]

”اور چوپائے، اس نے انھیں پیدا کیا، تمھارے لیے ان میں گرمی حاصل کرنے کا سامان اور بہت سے فائدے ہیں اور انھی سے تم کھاتے ہو۔ اور تمھارے لیے ان میں ایک جمال ہے جب تم شام کو چرا کر لاتے ہو اور جب صبح چرانے کو لے جاتے ہو۔ اور وہ تمھارے بوجھ اس شہرت تک اٹھا کر لے جاتے ہیں جس میں تم کبھی پہنچنے والے نہ تھے مگر جانوں کی مشقت کے ساتھ، بے شک تمھارا رب بڑی نرمی کرنے والا نہایت رحم والا ہے۔ اور گھوڑے اور خچر اور گدھے تاکہ تم ان پر سوار ہو اور زینت کے لیے اور وہ پیدا کرے گا جو تم نہیں جانتے۔“

یہ سارے جانور صرف تمھارے فائدے کے لیے ہم نے پیدا کیے ہیں۔ بلکہ جو کچھ ہم نے پیدا کیا وہ بس تمھارے لیے ہے، ہمارا کوئی مفاد ان سے وابستہ نہیں۔

﴿أَفَلَا يَشْكُرُونَ﴾ جب حقیقت واقعی یہ ہے تو یہ لوگ شکر گزار کیوں نہیں بنتے۔ یہ بالکل وہی اسلوب ہے جو آیت ۳۳ سے ۳۵ میں اپنایا گیا ہے، زمین میں پیدا کی جانے والی اشیاء کا ذکر کر کے فرمایا: ﴿أَفَلَا يَشْكُرُونَ﴾ یعنی یہ غلہ، کھجوریں، انگور وغیرہ سب ہم نے ان کے لیے پیدا کیے ہیں تو یہ اللہ تعالیٰ کے شکر گزار کیوں نہیں ہوتے کہ تم ان نعمتوں سے مستفید ہوتے رہو اور شکر کے بدلے مزید انعامات کو

بُطُونِهِ مِنْ بَيْنِ فَرْثٍ وَدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَائِغًا لِّلشَّارِبِينَ ۝﴾ [النحل: ٦٦]

”اور بلاشبہ تمھارے لیے چوپاؤں میں یقیناً بڑی عبرت ہے، ہم ان چیزوں میں سے جو ان کے پیٹوں میں ہیں گوبر اور خون کے درمیان سے تمھیں خالص دودھ پلاتے ہیں جو پینے والوں کے لیے حلق سے آسانی سے اتر جانے والا ہے۔“

اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا مظاہرہ دیکھیے کہ چوپاؤں کا کھایا ہوا چارہ عمل انہضام کے بعد گوبر اور خون کی صورت اختیار کرتا ہے، پھر ان دونوں کے درمیان سے ایک تیسری چیز دودھ پیدا ہوتا ہے جس میں گوبر کی آمیزش تو کیا اس کی بو بھی محسوس نہیں ہوتی، نہ خون کی رنگت کا کوئی نام و نشان ہوتا ہے۔ ایسا سفید و شفاف کہ اس کی سفیدی ضرب المثل بن چکی ہے۔

چوپاؤں میں دودھ کی افزائش کے علاوہ بھی بڑا عبرت کا سامان ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ چوپاؤں کا چارہ جب ہضم ہوتا ہے تو اس کا فضلہ نیچے ہوتا ہے جب کہ دودھ کی تہ اس کے اوپر ہوتی ہے اور خون اس کے اوپر ہوتا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ جگر کے ذریعے خون اور دودھ کو علیحدہ علیحدہ مقامات میں تقسیم کر دیتے ہیں، خون رگوں میں جاری و ساری ہو جاتا ہے، دودھ جانور کے تھنوں میں اور فضلہ گوبر کی شکل میں خارج ہو جاتا ہے۔ اور ان میں جس قدر زائد پانی ہوتا ہے وہ مٹانے کے ذریعے خارج ہو جاتا ہے اور ان اشیاء کے مابین قطعاً ایک دوسرے کی کوئی آمیزش نہیں ہوتی۔

ایک اور جگہ فرمایا:

﴿وَإِنَّ لَكُمْ فِي الْأَنْعَامِ لَعِبْرَةً نُّسْقِيكُم مِّمَّا فِي بُطُونِهَا وَلَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ كَثِيرَةٌ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ ۝ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُونَ ۝﴾ [المؤمنون: ٢١، ٢٢]

”اور بے شک تمھارے لیے چوپاؤں میں یقیناً بڑی عبرت ہے، ہم تمھیں ان میں سے جو ان کے پیٹوں میں ہے، پلاتے ہیں اور تمھارے لیے ان میں بہت سے فائدے ہیں

حاصل کر سکو۔

ذکر و شکر دین کے دو بنیادی اصول ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ﴾

[البقرة: ۱۵۲]

”سو تم مجھے یاد کرو، میں تمہیں یاد کروں گا اور میرا شکر کرو اور میری ناشکری نہ کرو۔“

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو جو وصیت رسول اللہ ﷺ نے کی اس میں فرمایا کہ ہر نماز کے بعد یہ کلمات پڑھا کرو:

((اللهم أعني على ذكرك وشكرك وحسن عبادتك .))

”اے اللہ! میری اعانت فرما کہ میں تیرا ذکر، تیرا شکر اور تیری اچھی عبادت کرو۔“

ذکر و شکر سے یہاں مراد ذکر و شکر لسانی بھی ہے اور قلبی بھی کہ اللہ کی زبان سے تسبیح و تحمید، تہلیل و تکبیر بھی کی جائے اور اس کے اوامر و نواہی کو بھی یاد رکھا جائے اور اس کے انعامات و احسانات کا بھی اعتراف کیا جائے۔ اسی طرح اللہ کے انعامات پر کلمات شکر بھی ادا کیے جائیں اور اعتراف کیا جائے کہ یہ سب انعامات میرے مولیٰ کی عنایتوں کا نتیجہ ہیں۔

یہاں یہ بات بھی ملحوظ رہے کہ اللہ تعالیٰ نے شکر اور ایمان کو ساتھ ساتھ ذکر کیا ہے اور فرمایا ہے کہ اگر وہ شکر کریں اور ایمان لائیں تو انہیں عذاب دینے کی کوئی وجہ نہیں:

﴿مَا يَفْعَلُ اللَّهُ بِعَذَابِكُمْ إِن شَكَرْتُمْ وَآمَنْتُمْ وَكَانَ اللَّهُ شَاكِرًا عَلِيمًا﴾ [النساء: ۱۴۷]

”اللہ تمہیں عذاب دینے سے کیا کرے گا اگر تم شکر کرو اور ایمان لے آؤ اور اللہ ہمیشہ سے قدر کرنے والا سب کچھ جاننے والا ہے۔“

شیطان نے بھی کہا تھا کہ میں انہیں ہر جانب سے گمراہ کروں گا اور:

﴿وَلَا تَجِدُ أَكْفَرَهُمْ شَاكِرِينَ﴾ [الأعراف: ۱۷]

”تو ان میں سے اکثر کو شکر کرنے والا نہیں پائے گا۔“

اسی طرح ناشکری اور کفر کو ساتھ ساتھ ذکر کیا ہے، چنانچہ فرمایا:

﴿وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِن كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ﴾ [إبراهيم: ۷]

”اور جب تمہارے رب نے صاف اعلان کر دیا کہ بے شک اگر تم شکر کرو گے تو میں ضرور ہی تمہیں زیادہ دوں گا اور بے شک اگر تم ناشکری کرو گے تو بلاشبہ میرا عذاب یقیناً بہت سخت ہے۔“

ایک اور مقام پر فرمایا:

﴿إِنَّا هَدَيْنَا السَّبِيلَ إِنَّمَا شَاكِرًا وَإِنَّمَا كَفُورًا﴾

[الدھر: ۳]

”بلاشبہ ہم نے اسے راستہ دکھایا، خواہ وہ شکر کرنے والا بنے اور خواہ ناشکرا۔“

علامہ راغب نے فرمایا ہے: ”کفران“ کا لفظ زیادہ تر نعمت کا انکار کرنے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اور ”کفر“ کا لفظ انکار دین کے معنی میں اور ”کفور“ کا لفظ دونوں قسم کے انکار پر بولا جاتا ہے۔ (مفردات)

﴿وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِي هَذَا الْقُرْآنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ فَأَبَى أَكْثَرُ النَّاسِ إِلَّا كُفُورًا﴾ [الإسراء: ۸۹]

”اور بلاشبہ یقیناً ہم نے لوگوں کے لیے اس قرآن میں ہر طرح کی مثال پھیر پھیر کر بیان کی مگر اکثر لوگوں نے کفر کے سوا ہر چیز کا انکار کر دیا۔“

حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے بلقیس کا تخت آنکھ جھپکنے سے پہلے آ گیا تو انہوں نے فرمایا:

﴿هَذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّي لِيَبْلُوَنِي أَالشُّكْرُ أَمْ الْكُفْرُ وَمَنْ شَكَرَ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ رَبِّي غَنِيٌّ كَرِيمٌ﴾ [النمل: ۴۰]

(باقی صفحہ نمبر ۹ پر ملاحظہ کیجیے)



## غنية القاري

بترجمة

## ثلاثيات البخاري

تأليف: إمام المفسرين ، زبدة المحدثين  
محبي السنة نواب والا جاء صديق الحسن خا

تسبيل: حافظ محمد اشرف سعيد

2

۱۶۔ سولہویں ثلاثی حدیث:

”ذكره البخاري في ”باب كتب عليكم القصاص في القتلى، الحر بالحر والعبد بالعبد“ من ”كتاب التفسير“ الذي ذكر في الربع الثالث، هكذا حدثنا محمد بن عبد الله الأنصاري ثنا حميد أن أنسا حدثهم عن النبي ﷺ قال: ((كتاب الله القصاص .))“

”امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ”كتاب التفسير“ ربع ثالث، ”باب: فرض کیا گیا تم پر قصاص قتل میں، آزاد کے بدلے آزاد غلام کے بدلے غلام“ میں بیان کیا ہے۔

کہا امام بخاری نے: ہمیں حدیث بیان کی محمد بن عبد اللہ انصاری نے، محمد بن عبد اللہ نے کہا: ہم کو حدیث بیان کی حمید نے، وہ روایت کرتے ہیں انس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: ”اللہ کی کتاب قصاص کا حکم دیتی ہے۔“

فائدہ: قصاص میں مقتول کے بدلے میں قاتل کو قتل کیا جائے گا اور زخم کے بدلے زخم لگایا جائے گا، تفصیل اس کی کتب فقہ میں مذکور ہے۔ اور امام مسلم نے اس واقعے کو دوسرے طریق (سند) سے بیان کیا ہے۔

۱۷۔ سترہویں ثلاثی حدیث:

”أخرجه البخاري في ”باب آنية المجوس والميتة“ من ”كتاب الصيد والذبائح“ المذكور في الربع الثالث، هكذا حدثنا المكي بن إبراهيم ثنا يزيد بن أبي عبيد عن

سلمة بن الأكوع رضي الله عنه قال: لما أمسوا يوم فتح خيبر أوقدوا النيران، قال النبي ﷺ: ((على ما أوقدتم هذه النيران؟)) قالوا: على لحوم الحمرم الإنسية، قال: ((اهريقوا ما فيها واكسروا قدورها .)) فقال رجل من القوم: نهريق ما فيها ونغسلها، فقال النبي ﷺ: ((أو ذاك .))“

”اس حدیث کو امام بخاری رحمہ اللہ نے ”كتاب الصيد والذبائح“ ربع ثالث، ”باب: مجوسیوں کے برتن استعمال کرنا اور مردار کا کھانا کیسا ہے؟“ میں بیان کیا ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا: ہمیں حدیث بیان کی مکی بن ابراہیم نے اور مکی نے کہا: ہمیں حدیث بیان کی یزید بن ابی عبید نے، یزید نے سلمہ بن اکوع سے روایت کی کہ جب خیر فتح ہو چکا تو شام کے وقت لوگوں نے آگ جلائی۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ”یہ آگ کس چیز پر جلائی ہے؟“ لوگوں نے عرض کیا: پالتو گدھوں کے گوشت پر۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو اس میں گوشت ہے اس کو پھینک دو اور ہنڈیا کو توڑ دو۔“ لوگوں میں سے ایک آدمی کھڑا ہوا اور عرض کرنے لگا: گوشت کو ہم پھینک دیتے ہیں اور برتن کو دھو کر استعمال میں لاتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ایسا ہی کر لو۔“

فائدہ: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ خلاف شرع کام کے ظاہر ہونے پر اہل منکر پر سختی کرنا جائز ہے۔ دھونے کے حکم کے ساتھ نجاست قدر ثابت ہوئی، اس سے پالتو گدھوں کا گوشت (کھانے

کی حرمت ثابت ہوئی۔ اس حدیث کے تکرار کی وجہ اس حدیث کے راویوں کا اور بعض احکام کا مختلف ہونا ہے۔ جس کی تفصیل احکام کتب فقہ میں موجود ہیں۔

۱۸۔ اٹھارہویں ثلاثی حدیث:

”ذكره البخاري في ”باب ما يؤكل من لحوم الأضاحي“ من ”كتاب الأضاحي“ التي ذكرت في الربع الثالث، هكذا حدثنا أبو عاصم عن يزيد بن أبي عبيد عن سلمة بن الأكوع قال: قال النبي ﷺ: ((من ضحى منكم فلا يصبحن بعد ثلاثة وفي بيته منه شيء.)) فلما كان العام المقبل قالوا: يا رسول الله ﷺ! أنفعل كما فعلنا في العام الماضي؟ قال: ((كلوا وأطعموا وادخروا، فإن ذلك العام كان بالناس جهد فأردت أن تعينوا فيها.))“

”اس حدیث کو امام بخاری نے ”كتاب الاضاحي“، ربع ثالث، ”باب: قربانی کے گوشت میں سے کتنا کھایا جاسکتا ہے؟“ میں ذکر کیا ہے۔

کہا امام بخاری نے: ہمیں حدیث بیان کی ابو عاصم نے، ابو عاصم نے یزید بن ابی سے روایت کی، یزید نے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے، سلمہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص قربانی کرے تم میں سے وہ تیسرے دن کے بعد صبح نہ کرے اس حال میں کہ اس کے گھر اس میں سے کچھ گوشت ہو۔“ جب اگلا سال آیا تو لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا ہم لوگ ایسا ہی کریں جیسا ہم نے پچھلے سال کیا تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کھاؤ اور کھلاؤ اور ذخیرہ کرو کیونکہ اس سال لوگ بھوک کی مشقت میں مبتلا تھے، اس لیے میں نے سوچا کہ تم لوگ اس میں ان کی مدد کرو۔ (اب تم

کو اختیار ہے کھانے کھلانے ذخیرہ کرنے میں۔)“  
فائدہ: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ قربانی کے گوشت ذخیرہ کرنے کی حرمت کی علت لوگوں کی مفلسی و محتاجی تھی، جب علت جاتی رہی تو حرمت بھی ختم ہو گئی۔ اس واقعے میں کھانے کے حکم سے اباحت ثابت ہے، نہ کہ وجوب۔

۱۹۔ انیسویں ثلاثی حدیث:

”أخرجه البخاري في ”باب إذا قتل نفسه خطأ فلا دية له“ من ”كتاب الديات“ في الربع الرابع، هكذا حدثنا المكي بن إبراهيم قال: حدثنا يزيد بن أبي عبيد عن سلمة قال: خرجنا مع النبي ﷺ إلى خيبر فقال رجل من القوم: اسمعنا يا عامر من هنياتك فحدا بهم فقال النبي ﷺ: ((من السائق؟)) قالوا: عامر، فقال: ((رحمه الله.)) فقالوا: يا رسول الله! هلا متعتنا به، فأصيب صبيحة ليلتئذ فقال القوم: حبط عمله فإنه قتل نفسه، فلما رجعت سمعت وهم يتحدثون أن عامرا حبط عمله، فقال: ((كذب من قالها، إن له لأجرين اثنتين، إنه لجاهد مجاهد وأي قتل يزيد عليه.))“

”امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ”كتاب الديات“، ربع چہارم، ”باب: اگر کوئی شخص اپنے آپ کو غلطی سے قتل کر ڈالے تو“ میں ذکر کیا ہے۔

کہا امام بخاری نے: حدیث بیان کی ہم کو مکی بن ابراہیم نے، مکی نے کہا: حدیث بیان کی ہم کو یزید بن ابی عبيد نے، یزید نے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت کی، انھوں نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خیبر کی طرف نکلے، راستے میں ایک شخص (اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ) نے (میرے بچا عامر سے)

### بقیہ: تفسیر سورۃ یس

”یہ میرے رب کے فضل سے ہے تاکہ وہ مجھے آزمائے کہ میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری کرتا ہوں اور جس نے شکر کیا تو وہ اپنے لیے ہی شکر کرتا ہے اور جس نے ناشکری کی تو یقیناً میرا رب بہت بے پروا بہت کرم والا ہے۔“

اسی طرح سورۃ الزمر (آیت: ۷) میں بھی شکر اور کفر کا ساتھ ساتھ ذکر ہوا ہے۔ جس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ شکر و ایمان کے مابین کیا مناسبت ہے اور ناشکری اور کفر میں باہم کتنی مقارنت ہے۔

یہاں ﴿أَفَلَا يَشْكُرُونَ﴾ سے شکر سانی، شکر قلبی اور شکر فعلی مراد ہیں۔ اللہ کے ان انعامات کا شکر کیوں نہیں کرتے اور اس حقیقت کو کیوں تسلیم نہیں کرتے کہ یہ تمام نعمتیں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہی ہمیں حاصل ہیں۔ ان کے عطا کرنے میں کوئی اس کا شریک نہیں۔ شکر سے متعلقہ امور وسیع الذیل ہیں جن کی تفصیل کا یہ محل نہیں۔ تاہم سابقہ آیت (نمبر: ۳۵) کے تحت جو کچھ ہم نقل کر آئے ہیں اس پر بھی ایک نظر ڈال لیجیے۔

کہا: اے عامر! اپنے کچھ شعر سنائیے۔ چنانچہ عامر شعر پڑھ کر اونٹوں کو ہانکنے لگا۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ”کون ہے اونٹوں کو ہانکنے والا؟“ لوگوں نے عرض کیا: عامر ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ اس پر رحم کرے۔“ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے ہمیں اس سے نفع حاصل کرنے کا موقع کیوں نہیں دیا۔ اسی رات کی صبح کو عامر شہید ہو گئے۔ لوگوں نے کہا کہ عامر کے اعمال ضائع ہو گئے، انھوں نے خود اپنے آپ کو قتل کیا ہے۔ جب میں واپس لوٹا تو لوگ یہی باتیں کر رہے تھے کہ عامر کے اعمال ضائع ہو گئے ہیں۔ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، لوگ کہتے ہیں: عامر کے اعمال ضائع ہو گئے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جس کسی نے کہا ہے جھوٹ کہا ہے۔“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس کے لیے دوا جر ہیں: ایک یہ کہ لڑائی کی اس نے اللہ کے راستے میں کوشش کے ساتھ، دوسرا یہ ہے کہ وہ شہید ہوا۔ وہ غازی اور شہید ہے۔ اس سے زیادہ اور کون سا قتل ہے! (کوئی قتل اس قتل کے درجے کو نہیں پہنچتا کہ اجر پر اجر ہے۔)“

فائدہ: اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ شعر پڑھنا اور دوسرے سے سننا جائز ہے بشرط کہ شعروں میں خرافات نہ ہوں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عمل خطا مضرب نہیں بلکہ جس نے خطا کو عہد کے حکم میں رکھا اس نے غلطی کی۔ اس طرح کے قتل پر کوئی چیز واجب نہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس قتل میں دیت و قصاص وغیرہ کا حکم نہیں دیا، یہی جمہور کا مذہب ہے۔

حضرت عامر رضی اللہ عنہ کی شہادت یوں ہوئی کہ انھوں نے مرحب نامی یہودی پر تلوار کا وار کیا، وار چوک گیا اور تلوار ان کے پاؤں پر لگی اور ان کی ”ہفت اندام“ کی رگ کٹ گئی۔

### معلومات داخلہ برائے سعودی یونیورسٹی

وہ حضرات جنہوں نے پچھلے پانچ سالوں میں ایف اے یا اس کے مساوی، یا کسی دینی مدرسے سے العالیۃ کی سند حاصل کی ہو اور ان کی عمر ۲۳ سال سے زائد نہ ہو، یا پچھلے پانچ سالوں میں بی اے کی سند حاصل کی ہو اور عمر ۳۰ سال سے زائد نہ ہو۔

رابطہ: پروفیسر ڈاکٹر رانا خالد مدنی (فاضل مدینہ یونیورسٹی پی ایچ ڈی) سابق مترجم مواجہ شریفہ، مسجد نبوی، مدینہ منورہ، چیئر مین ادارہ

اشاعت اسلام لاہور۔ رابطہ: 0306-4476055

## اسلام کا مایہ ناز بہادر جرنیل حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ

مولانا عبدالواحد ہیروی

تعارف:

آپ کا مکمل نام ابوسلیمان (یا ابوالولید) خالد بن ولید قریشی ہے۔ آپ قریش کی ممتاز شاخ بنو مخزوم کے چشم و چراغ ہیں۔ آپ کا شجرہ نسب ساتویں پشت، یعنی مرہ میں آنحضور ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے۔ آپ ہجرت سے کوئی بیس بائیس برس پہلے مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے۔

ماں کا نام لبابہ بنت حارث اور باپ کا نام عبدالشمس ولید تھا۔ عبدالشمس ولید مکہ کے بڑے دولت مند اور اثر و رسوخ والے شخص تھے۔ قبل از اسلام:

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے شہ سواری، نیزہ بازی اور شمشیر زنی کے ماحول میں پرورش پائی جس کی وجہ سے بے خوفی، بہادری اور بے باکی آپ کی طبیعت فطریہ کا لازمہ بن چکی تھی۔

قبول اسلام سے پہلے انھوں نے کفار کی حمایت میں غزوہ اُحداور غزوہ خندق میں شرکت کی۔ غزوہ اُحدا میں مسلمانوں کی عارضی شکست انہی کی سیاسی سوجھ بوجھ اور جنگی چال کا سرچشمہ تھی۔ اس کے علاوہ بھی انھیں جب اور کوئی موقع ملا انھوں نے اسلام اور اسلام کے شیدائیوں کو گزند پہنچانے کی کوشش کی۔

قبول اسلام:

حضرت خالد اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی باہم دوستی ضرب المثل تھی۔ یہ دونوں قریش مکہ کے ممتاز بہادروں اور سرداروں میں شمار ہوتے تھے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ جب کفار کی حمایت میں نجاشی کے پاس مسلمانوں کے مختصر مہاجر قافلے کی شکایت لے کر گئے تھے تو حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ

کے ایمان پر ور خطبے سے صداقت اسلام سے بہت حد تک متاثر ہو چکے تھے، اُدھر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے دل میں بھی اسلام کی محبت پیدا ہو گئی تو انھوں نے اسلام کی صداقت کے اثرات پر مبنی اپنے خیالات ابن عباس کے سامنے پیش کیے۔ وہ پہلے ہی اسلام کی صداقت کے قائل ہو چکے تھے۔ چنانچہ یہ دونوں عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ اس معاملے میں باہم صلاح و مشورہ ہوا، چنانچہ متفقہ طور پر طے پایا کہ بارگاہ رسالت مآب ﷺ پر حاضر ہوا جائے۔

چنانچہ حضرت خالد بن ولید، ابن عباس اور عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہم تینوں رسول خدا ﷺ کے پاس آئے اور مشرف بہ اسلام ہو گئے۔ اس دل کش فتح کو دیکھ کر آنحضور ﷺ کا دل باغ باغ ہو گیا اور فرمانے لگے:

”مسلمانو! مبارک ہو کہ آج مکہ نے اپنے جگر کے ٹکڑے ہمارے سپرد کر دیے۔“

چنانچہ اسلامی تاریخ سے عیاں ہے کہ یہ دونوں جوان مرد انسان آگے چل کر اسلام کی جہانگیروں اور فتح یابیوں کے بے مثال علم بردار ثابت ہوئے۔ تیرہ سو برس گزر جانے کے بعد بھی آج ان کی بہادری، دلیری اور شجاعت زبان زد خاص و عام ہے۔

سیف اللہ کا لقب:

جمادی الاول ۸ھ میں رسول اللہ ﷺ نے مختلف حکمرانوں اور سلاطین کے نام دوستی اور موَدّت کے نامے لکھے۔ انھی میں سے حاکم بصری کے پاس حارث بن عمر رضی اللہ عنہ کو خط دے کر بھیجا۔ یہ ابھی سرحد شام بہ مقام موتہ پر ہی پہنچے تھے کہ وہاں کے صوبے دار شرییل بن عمر

غسانی نے اسے گرفتار کر کے شہید کر دیا۔

آنحضرت ﷺ کو جب اس سانحہ پر ملال کی خبر پہنچی تو آپ ﷺ کو بہت صدمہ ہوا اور اس ظالمانہ رویے کا منہ توڑ جواب دینے اور قصاص لینے کے لیے زید بن حارث، جعفر اور عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کو یکے بعد دیگرے فوج کی سرداری کے لیے مقرر کیا تھا۔ (صحیح بخاری) حاکم موتہ ایک لاکھ لشکر جرار لے کر مقابلے پر آیا۔ علاوہ ازیں وادی بلقاء میں قیصر روم بہ نفس نفیس اتنی ہی مزید فوج کے ساتھ خیمہ زن ہوا۔

مسلمانوں کی صرف تین ہزار فوج، ان کے مقابلے میں اگرچہ نہایت ہی قلیل تھی مگر اسلامی فوج کے سپہ سالار زید بن حارث رضی اللہ عنہ اپنی مٹھی بھر فوج لے کر مقابلے پر صف آرا ہوئے۔

بہ تعمیل حکم نبوی ﷺ سب سے پہلے زید بن حارث رضی اللہ عنہ نے جنگ میں قیادت کے فرائض سرانجام دیے۔ لڑتے لڑتے حضرت زید رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے علم اسلام اپنے ہاتھ میں لیا اور پروانہ وار جوہر دکھائے۔ آپ رضی اللہ عنہ بھی دشمن کے زخموں سے چور ہو گئے۔ ایک رومی نے بڑھ کر آپ کے دائیں بازو پر تلوار ماری جس کی وجہ سے دایاں بازو کٹ گیا۔ پھر علم کو بائیں ہاتھ میں پکڑ کر علم کے وقار کو قائم رکھا، چنانچہ بایاں بازو بھی اسی طرح کٹ گیا تو کٹے ہوئے بازوؤں سے علم کو سینے سے لگائے رکھا لیکن ایک اور بد بخت نے تلوار کے وار سے آپ رضی اللہ عنہ کے جسم کے دو ٹکڑے کر دیے۔ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”میں اس لڑائی میں موجود تھا۔ ہم نے جعفر بن ابی طالب کو

تلاش کیا تو ان کی لاش شہیدوں میں ملی اور حالت یہ تھی کہ ان کے جسم پر نوے سے اوپر نیزوں اور تیروں کے زخم تھے۔“

(صحیح بخاری)

الغرض، حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد عبد اللہ بن رواحہ نے اسلامی علم سنبھالا اور لڑتے لڑتے جام شہادت نوش کیا۔

بعد ازاں مسلمانوں نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو اپنا سپہ

سالار نام زد کیا اور ہمت نہ ہاری، چنانچہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے علم کو پکڑا اور دشمن کی فوج میں گھس کر اس طرح جو انمردی کے جوہر دکھائے کہ دشمن کی فوج میں کھلبلی مچ گئی۔

صحیح بخاری میں حضرت قیس بن ابی حازم سے مروی ہے کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ موتہ کی لڑائی کے دن ان کے ہاتھ میں نو تلواریں یکے بعد دیگرے ٹوٹ گئیں اور آخر میں صرف ایک تلوار رہ گئی۔ سارا دن خون ریز لڑائی ہوتی رہی لیکن کوئی فیصلہ نہ ہو سکا۔ دوسرے دن حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے سیاسی بصیرت اور جنگی عقل و دانش سے کام لیتے ہوئے اپنی فوج کو از سر نو ترتیب دیا اگلے حصے والوں کو پیچھے اور پیچھے والوں کو آگے لے آئے۔ دشمن نے ہر سمت نئی فوج محسوس کی اور خوف و ہراس کا شکار ہو گئے۔

چنانچہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی اس تجربہ کاری کا نتیجہ اس صورت میں برآمد ہوا کہ لڑائی کے وقت دشمن کے پاؤں جم نہ سکے اور مسلمان ان پر پے درپے حملے کرتے اور متواتر آگے بڑھتے چلے جا رہے تھے۔ اس طرح مسلمانوں کی صرف تین ہزار کی مٹھی بھر فوج نے دشمن کی ڈیڑھ لاکھ فوج کو شکست فاش دے کر اسلام کا نام روشن کر دیا۔

اس لڑائی میں شجاعت کی وجہ سے آنحضرت ﷺ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو ”سیف اللہ“ کا خطاب دیا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے لوگوں کو زید، جعفر اور ابن رواحہ رضی اللہ عنہم کی شہادت کی خبر لڑائی کی اصل خبر آنے سے قبل سنائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

”زید نے علم لیا شہید ہو گئے، جعفر رضی اللہ عنہ نے علم لے کر شہادت پائی، پھر ابن رواحہ رضی اللہ عنہ نے علم اٹھایا وہ بھی شہید ہو گئے۔“ (یہ فرماتے ہوئے) آنحضرت ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہاں تک کہ علم خدا کی تلواروں میں سے ایک تلوار، یعنی خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ہاتھ میں لیا اور خدا نے ان کو فتح دی۔“



## مزید فتوحات و کارہائے نمایاں:

قبول اسلام کے بعد حضرت خالدؓ کی ساری زندگی اسلام کی حفاظت میں میدان کارزاری میں گزری اور ہر جنگ میں کامیابی نے ان کے قدم چومے۔

آنحضرت ﷺ کی حیات مبارکہ میں فتح مکہ کے دوران انھوں نے کارہائے نمایاں انجام دیے۔ بنو خزیمہ کو مطیع کیا۔ غزوہ حنین میں شریک ہوئے۔ بہ حکم رسول خدا ﷺ ”دومتہ الجندل“ کو فتح کیا۔ جمادی الاول ۱۰ھ کو رسول اکرم ﷺ نے آپؓ کو نجران بھیجا، آپؓ کی دعوت پر وہ لوگ آغوش اسلام میں آگئے۔

پھر عہد خلافت صدیقیؓ میں بھی حضرت خالدؓ نے بہ طور جرنیل کارہائے نمایاں سرانجام دیے، مثلاً:

- طلحہ بن خویلہ (مدعی نبوت) کے فتنے کو فرو کیا۔
- سلمیٰ بنت مالک (مدعیہ نبوت) کو تیغ کیا۔
- مسیلمہ کذاب اور اس کی جماعت کو شکست فاش دے کر اس فتنے کو ختم کیا۔

○ جنگ ذات السلاسل اور جنگ دجلہ میں ایرانیوں کو عبرت ناک شکستیں دیں۔

○ حاکم حیرہ کو شکست فاش دی۔

○ مشہور قلعہ انبار کو فتح کیا۔

○ جنگ عین السمر میں شاندار کامیابی حاصل کی۔

○ حصید، فنافس، مصیح، شتی، ذمیل اور خراس کی فتوحات کا سہرا آپؓ ہی کے سر ہے۔

○ نیز عہد صدیقی میں فتوحات عراق بھی آپؓ کے بے مثال کارنامے ہیں۔

○ عہد فاروقی میں شام کی فتوحات کا سہرا بھی حضرت خالدؓ کے سر پر ہے۔

حضرت خالدؓ کی شام میں آمد کے بعد جنادین کی مشہور جنگ لڑی گئی جس میں حضرت خالدؓ نے اپنی بہادری اور جوانمردی

کے جوہر دکھائے۔ قیصر روم باوجود سپاہ کثیر کے حضرت خالدؓ کے ہاتھوں شکست خوردہ ہوا، پھر حضرت خالدؓ نے دمشق کو فتح کیا۔ اس شکست کے بعد رومیوں نے اپنی ذلت آمیز شکست کا بدلہ لینے کے لیے دوبارہ یرموک کے میدان میں دو لاکھ کی تعداد میں فوجیں جمع کر لیں۔ حضرت خالدؓ حضرت عمرؓ کی اجازت سے اپنی فوج لے کر آگے بڑھے۔ اس دفعہ بھی حضرت خالدؓ نے فوج کو اس حُسن تدبیری سے ترتیب دیا کہ اس فیصلہ کن جنگ میں رومیوں کی ٹڈی دل فوج کو پسپا ہونا پڑا، بالآخر مسلمانوں نے یہ میدان بھی جیت لیا۔

دریں اثنا حضرت خالدؓ کو امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ نے سپہ سالاری سے معزول کر دیا لیکن قربان جانیے حضرت خالدؓ کی اطاعت و ایثار کے کہ معزولی کے احکام سننے پر نہ تو ناراضگی و برگشتگی کا اظہار کیا اور نہ ہی اپنے آئندہ جنگی کارناموں میں تغافل اختیار کیا بلکہ زبان پر یہ الفاظ جاری ہو گئے:

”تمام تعریفیں اس خدا کے لیے ہیں جس نے ابوبکرؓ پر موت کا حکم جاری کیا، وہ مجھے عمرؓ سے زیادہ محبوب تھے اور تعریف اس خدا کے لیے ہے جس نے عمرؓ کو حاکم بنایا وہ مجھے ابوبکرؓ کے مقابلے میں ناپسند ہے مگر پھر مجھ سے جبراً ان کی محبت کرائی۔“

## معزولی کی وجہ:

حضرت عمرؓ نے حضرت خالدؓ کی معزولی کسی ناراضی یا خیانت کی بنا پر نہیں کی بلکہ اس کی وجہ یہ تھی کہ لوگ اس کی فتوحات کو دیکھ کر ان کے مفتون ہو جاتے تھے، اس لیے حضرت عمرؓ نے مناسب سمجھا کہ لوگ یہ بخوبی سمجھ لیں کہ جو کچھ کرتا ہے خدا کرتا ہے۔ (طبری ملخصاً)

حضرت خالدؓ معزولی کے بعد بھی بہ طور فوجی سپاہی دشمنان اسلام کے مقابلے میں ہمیشہ پیش پیش رہے، چنانچہ حضرت ابوعبیدہؓ کی ماتحتی میں شام پر عربوں کے قبضے کے لیے کوششیں کرتے

سے یہ الفاظ نکلے:

”افسوس! میں بزدلی کی موت مر رہا ہوں، ایسی موت جیسے اونٹ سسک سسک کر جان دیتا ہے۔“

چنانچہ یہ مایہ ناز شخصیت، بہادر جرنیل اور اسلام کے نڈر و بے باک سپاہی حمص کے مقام پر چوالیس سال کی عمر میں اس دارِ فانی سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے رحلت فرما گئے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

خدا رحمت کندا اس عاشقانِ نیک طینت را

مفسر قرآن حافظ صلاح الدین یوسفؒ کو صدمہ مفسر قرآن حافظ صلاح الدین یوسفؒ کے بھتیجے یحییٰ دانش بن محمد یونس، جو کراچی میں مقیم تھے، گزشتہ دنوں کراچی میں جاری دہشت گردی کی بھیٹ چڑھ گئے۔ مقتول شریف النفس تھے۔ اپنی دکان میں بیٹھے تھے کہ رات عشاء کے قریب نامعلوم افراد نے ان پر فائرنگ کر کے شہید کر دیا، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم کی عمر ۲۶ برس تھی اور شادی ہونے والی تھی۔ اللہ کریم سے دعا ہے کہ موصوف کو جنت الفردوس عطا کرے۔ حضرت مولانا ابوبکر صدیق السلفیؒ (صدر دارالدعوة السلفیہ اور منتظم مسجد نجم اہل حدیث احاطہ تھانیدار لاہور) نے مقتول کے لیے خصوصی دعائے مغفرت کروائی۔ ادارہ الاعتصام حافظ صاحب اور دیگر لواحقین کے غم میں شریک ہے۔ (محمد سلیم چنیوٹی)

مولانا قاری عبدالوکیل صدیقی کے لیے دعائے صحت مشہور خطیب اور نامور عالم دین مولانا قاری عبدالوکیل صدیقی (خان پور) بہ عارضہ جگر شدید علیل ہیں۔ بہ غرض علاج گزشتہ دنوں بھارت بھی گئے۔ احباب ان کی کامل صحت کے لیے دعا فرمائیں۔ (مولانا ارشاد الحق اثری، فیصل آباد)

رہے، بیت المقدس کی فتح میں بھی برابر کے شریک تھے۔ علاوہ ازیں حمص، قسریں اور مرعش وغیرہ لڑائیوں میں کامیابی حاصل کی۔  
ماحصل:

حضرت خالد بن ولیدؓ کا شمار دنیا کے بڑے بڑے سپہ سالاروں اور فاتحین میں ہوتا ہے۔ قبول اسلام کے بعد ان کی پوری زندگی مجاہدانہ گزری۔ آپؓ ہمیشہ دشمنانِ اسلام سے برسرِ پیکار رہے۔ آپؓ نے اپنی زندگی میں کوئی سو سے زائد لڑائیاں لڑیں۔ آنحضرت ﷺ نے آپ کو سیف اللہ (اللہ کی تلوار) کا لقب دیا اور یہ آنحضرت ﷺ کی دعا ہی کا نتیجہ تھا کہ آپؓ کو کسی معرکے میں شکست و ہزیمت نہ اٹھانی پڑی۔ آپؓ نے کبھی بھی قلتِ سپاہ و مال و منال کا احساس نہ کیا، نہ ہی کبھی دشمن کی کثیر التعداد فوج سے مرعوب ہوئے۔ فتح و شکست کو خدا تعالیٰ کے دائرہ اختیار میں سمجھتے ہوئے بلا خوف و خطر ہر میدانِ کارزار میں کودے اور بالآخر فتح یاب ہوئے۔

#### سیرت و وفات:

آپؓ کے قبول اسلام سے آنحضور ﷺ کا چہرہ اقدس متمنا اٹھا تھا۔ آنحضرت ﷺ کو آپؓ سے اسلام دوستی کی جو امیدیں تھیں، یقیناً آپؓ نے ان کو پورا کر دکھایا اور نام و رانِ اسلام میں شمار ہوئے۔

حضرت خالد بن ولیدؓ کی اطاعت گزاری اور وفا شعاری قابلِ رشک ہے، جیسے ہی آپؓ کو معزولی کا پروانہ ملا تو بلا چون و چرا سر تسلیم خم کر دیا۔

حضرت خالد بن ولیدؓ میں اسلامی محبت اور اشاعتِ اسلام کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ شجاعت اور بہادری کی خدا داد نعمت انھیں ملی تھی، ان کے نزدیک اسلام پر مر مٹ جانا عین زندگی تھی۔

زندگی کے آخری حصے میں معزولی کے بعد وہ شام کے گورنر بنے مگر بعد میں استعفیٰ دے کر مدینہ منورہ آ گئے۔

۲۲ھ میں آپؓ بیمار ہوئے اور اسی بیماری میں انتقال فرمایا۔ دل میں شوقِ شہادت اس قدر سایا ہوا تھا کہ وفات کے وقت زبان

# اسلامی نظامِ معیشت کی خصوصیات

(مولانا) حافظ عبدالحمید ازہر رحمۃ اللہ علیہ، مکتب الدعوة، اسلام آباد

## اسلامی نظامِ معیشت کے چند امتیازی خصائص

۱۔ حقانیت:

اسلام کا نظامِ معیشت ہی حقیقت میں ایک نظام ہے۔ باقی نظاموں کو نظام صرف اس طور سے کہا جاتا ہے جیسے اسلام کے سوا باقی مذاہب کو بھی دین کہہ لیا جاتا ہے۔ لیکن جس طرح ہمارا ایمان ہی نہیں ہمارا دعویٰ ہے کہ ”لا الہ الا اللہ“ کہ اللہ کے سوا کوئی الہ نہیں، اسی طرح ہمارا یقین ہے کہ اسلامی نظامِ معیشت کے سوا کوئی نظام نہیں، فی الحقیقت وہ ”نظام“ کے خلاف بغاوت سے عبارت ہیں۔

اور تمام نظامہائے معیشت، جو اصل میں سارے ایک ہیں، دنیا کی حقیقت اور انسانیت کی حیثیت کے بارے میں درست معلومات اور عقائد پر مبنی نہیں ہیں اور معلوم ہے کہ۔

خشتِ اوّل چوں مند معمار کج

تاثرِ یامی رود دیوار کج

اور اسلام کا نظامِ معیشت کا قصرِ رفیع حق اور حقائق کی بنیاد پر استوار ہے۔ اور یہ امر محتاجِ بیان اور محتاجِ دلیل نہیں کہ حق تعالیٰ سے بڑھ کر ان اشیاء کی حقیقت کون جانے گا:

﴿أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ﴾

[الملک: ۱۴]

”کیا وہ نہیں جانتا جس نے پیدا کیا ہے اور وہی تو ہے جو

نہایت باریک بین ہے، کامل خبر رکھنے والا ہے۔“

وہی بتاتا ہے کہ انسان کو بے مقصد پیدا کیا گیا نہ بے مہار چھوڑا گیا۔ وہ خلافتِ ارضی کا تاج دار اور اس عظیم امانت کا امانت دار ہے:

﴿إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَ

الْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَنْ يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا  
الْإِنْسَانُ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا﴾ [الأحزاب: ۷۲]

”ہم نے یہ امانت آسمانوں، زمین اور پہاڑوں پر پیش کی تو انھوں نے اسے اٹھانے سے انکار کر دیا اور اس سے ڈر گئے اور انسان نے اسے اٹھا لیا بلاشبہ وہ ظالم اور جاہل تھا۔“

اسی نے بتایا کہ اس نے مال کو زندگی کے قیام کا ذریعہ بنایا ہے، ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمُ الَّتِي جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ قِيَمًا﴾ [النساء: ۵]

”اور اپنے مال، جسے اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے قیامِ زندگی بنایا ہے، بے وقوفوں کے حوالے نہ کرو۔“

اور یہ بھی کہ یہ اللہ کا فضل ہے، ارشادِ فرمایا:

﴿فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ﴾ [الجمعة: ۱۰]

”پھر جب نماز ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو۔“

اور یہ بھی سمجھا دیا کہ مال و منال ایک ضرورت ہونے کے ساتھ ساتھ آزمائش بھی ہے جس سے انسان نے گزرنا ہے:

﴿وَاعْلَمُوا أَنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ وَأَنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ﴾ [الأنفال: ۲۸]

”اور جان رکھو کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد درحقیقت تمہارے لیے ایک آزمائش ہے (اور اس میں پورا اُترنے والوں کے لیے) اللہ کے ہاں بہت بڑا اجر و ثواب ہے۔“

## ۲۔ مقصد تخلیق سے ہم آہنگی:

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس لیے پیدا کیا کہ یہ اس کی عبادت کرے، اس کی بندگی بجالائے۔ اور اس کے لیے اپنے پسندیدہ دین میں نظام معیشت بھی ایسا مشروع کر دیا جو اس کے مقصد تخلیق سے موافقت رکھتا ہے اور مکمل طور پر اس سے ہم آہنگ ہے، ارشاد فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَاشْكُرُوا لِلَّهِ إِنَّ كُنتُم لَإِيَّاهُ تَعْبُدُونَ﴾ [البقرة: ۱۷۲]

”اے اہل ایمان! جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تم کو عطا فرمائی ہیں ان کو کھاؤ اور اللہ کا شکر بجالاؤ اگر تم حقیقت میں اسی کی بندگی کرتے ہو۔“

یہ اس لیے بھی ضروری تھا کہ انسان کے کردار کا اس کی خوراک سے بہت گہرا تعلق ہے۔ تمام ذہنی اور جسمانی صلاحیتیں اور قوتیں غذا سے بنتی اور پنپتی ہیں، اگر غذا درست ہوگی تو عمل صالح ہوگا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا﴾

[المؤمنون: ۵۱]

”اے گروہ رسولان! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو۔“

اگر جسم کی نشوونما کا سبب بننے والی غذا ہی درست اور حلال نہ ہو تو عمل صالح نہیں ہو سکتا۔ اسی حقیقت کو جناب رسول اللہ ﷺ کی زبان وحی ترجمان نے یوں بیان فرمایا ہے:

(( لا يربو لحم نبت من سحت إلا كانت النار

أولى به . )) (جامع الترمذی، رقم الحديث: ۶۱۴)

”جو گوشت حرام سے پرورش پا کر بڑھتا ہے تو اس کا اصل

ٹھکانا آگ ہی ہے۔“

## ۳۔ اصالت:

اسلامی نظام معیشت کی ایک بڑی خصوصیت یہ ہے کہ یہ مستقل اور سب سے ممتاز نظام ہے۔ انسانی تجربات کے نتیجے میں وجود میں نہیں آیا اور نہ یہ کسی قسم کے رد عمل کا ثمر ہے۔ باقی تمام نظامہائے

معیشت رد عمل کے طور پر وجود میں آئے۔ وہ تجربات ہیں یا تجربات سے اخذ کیا ہوا نتیجہ۔

جاگیر داری نظام دور غلامی کی کوکھ سے پیدا ہوا، اس لیے اس کے تمام خصائص کا حامل تھا۔ غلامی میں آقا ایک فرد ہوتا تھا تو نظام جاگیر داری میں پورا نظام!

پھر زمانے نے ایک کروٹ لی۔ جاگیر داری نظام نے سرمایہ داری نظام کی شکل اختیار کر لی۔ جاگیر دار سرمایہ دار بن گیا اور کاشت کار مزدور ٹھہرا اور آزاد معیشت کے نام پر ایسا استبداد مسلط ہوا کہ لوگ دور غلامی اور جاگیر داری کی سختیاں بھول گئے۔

اس کے رد عمل میں سوشلزم نے جنم لیا لیکن استحصال کے خاتمے کا دعویٰ لے کر اٹھنے والی تحریک ریاست کی طاقت سے لیس ہو کر استحصال کا سب سے بڑا ذریعہ بن گئی۔ اور ترقی پسندی کے نام پر ترقی معکوس کرتے ہوئے انسانیت کو بدترین غلامی کے دور میں پہنچا دیا۔

یہ انسانی شعور اور معاشی نظریات کے ارتقاء کی مختصر تاریخ ہے۔ اس کے مقابل اسلام کا نظام اقتصادیات اللہ رب العزت والجلال کے علم و حکمت کا مظہر اور اس کی رحمت کا نشان ہے اور انتقام، طیش وغیرہ رد عمل کے ہر نقص سے مبرا ہے۔

## ۴۔ وضاحت:

اسلام کے نظام معیشت میں کوئی پیچیدگی نہیں، وہ بالکل واضح اور ہر قسم کے ابہام سے پاک ہے۔ قرآن آیات بینات پر مشتمل ہے اور جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

((الحلال بین والحرام بین . ))

”حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے۔“

اسی طرح اسلامی نظام معیشت میں معاہدہ یا خرید و فروخت کرنے والوں کو بھی یہی حکم ہے کہ صداقت و وضاحت سے کام لیں۔ ارشاد نبوی ہے:

((البَّيْعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا، فَإِنْ صَدَقَا

وَبَيْنَا بَوْرُكٌ لَّهُمَا فِي بَيْعِهِمَا، وَإِنْ كَتَمَا

و کذباً محققاً برکۃ بیعہما . )) (متفق علیہ)  
یعنی سودے کے دونوں فریقوں کو الگ الگ ہونے تک اختیار ہے۔ اگر دونوں صداقت اور وضاحت سے کام لیں گے تو ان کے سودے میں برکت ہوگی اور اگر جھوٹ اور فریب سے کام لیں گے تو سودے کی برکت ختم کر دی جائے گی۔  
حضور نبی اکرم ﷺ بازار میں تشریف لے گئے۔ اناج کے ایک ڈھیر میں ہاتھ ڈالا تو تری محسوس کی، دکاندار سے فرمایا: ”یہ کیا؟“ اس نے کہا: حضور رات کو اس پر بارش پڑ گئی۔ فرمایا: ”تو گویا حصہ اوپر کرنا تھا۔“

((من غشنا فلیس منا . )) (صحیح مسلم)  
”جس نے ہمیں اندھیرے میں رکھا وہ ہم میں سے نہیں۔“  
معجم طبرانی (رقم: ۱۰۲۳۴) میں یہ الفاظ زائد ہیں:  
((والمکر والخداع فی النار . ))  
”مکر و فریب آگ میں (لے جانے کا موجب) ہے۔“  
یہی وجہ ہے کہ ”محافلہ“ اور ”مزابنہ“ ❶ سے منع کر دیا گیا ہے۔  
پیغمبر میں بھی یہی حکم دیا گیا ہے۔ ارشاد نبوی ہے:  
((من أسلف فی شیء فلیسلف فی کیل معلوم ووزن معلوم إلی أجل معلوم . ))  
(متفق علیہ)

”اگر کوئی پیشگی ادائیگی کرتا ہے تو اس چیز کا ماپ، تول اور ادائیگی کی مدت معلوم ہونی چاہیے۔“  
اسی طرح عقد قراض یا مضاربہ میں بھی ضروری ہے کہ صاحب مال (Investor) اور عامل (Worker) دونوں آپس میں تقسیم منافع کا تناسب طے کر لیں۔ ابہام نہیں ہونا چاہیے۔  
الموسوع الفقہیہ الکویتیہ میں قراض کی تعریف ہی یہ بیان کی گئی ہے:  
”هو أن يدفع الرجل إلی الرجل نقداً لیتجر

به علی أن الربح بینہما علی ما یشار طانہ .“  
(۱۱۲/۳۳)  
یعنی قراض یا مضاربہ اس کو کہا جاتا ہے کہ ایک شخص دوسرے کو مال مہیا کرے کہ وہ اس میں تجارت کرے گا اور منافع ان دونوں کے درمیان طے شدہ نسبت کے ساتھ تقسیم کیا جائے گا۔

اس کے بعد مشہور لغوی الاثر ہری کے حوالے سے اس کی وجہ تسمیہ یوں بیان کی ہے:

”لأن لكل واحد منہما فی الربح شیئاً مقروضاً لا یتعدّاه .“  
”اس معاہدے کو قراض اس لیے کہا جاتا ہے فریقین میں سے ہر ایک کو منافع میں سے قطعی طور پر طے شدہ حصہ ملتا ہے، اس سے زیادہ نہیں لے سکتا۔“

#### ۵۔ صداقت و امانت:

اسلام اپنے پیغمبروں کو اور خاص طور پر رجال معیشت و اقتصاد کو امانت اور صداقت کا حکم دیتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا﴾

[النساء: ۵۸]

”اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے مالکوں کو پہنچا دو۔“  
حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ معلم بشریت حسن انسانیت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((التاجر الصدوق الأمين مع النبین والصدیقین والشهداء . )) (جامع الترمذی)  
”صداقت شعار اور امانت دار تاجر انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے:

❶ کھیت میں سٹوں اور بایلوں میں موجود اناج کو خشک اناج کی معلوم و معین مقدار کے بدلے فروخت کرنا ”محافلہ“ کہلاتا ہے۔ اور درختوں یا بیلوں پر لگے پھل کو اسی نوع کے خشک پھل کی معلوم و معین مقدار کے عوض بیچنا ”مزابنہ“ کہلاتا ہے۔



((إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَقُولُ: أَنَا ثَالِثُ الشَّرِيعِينَ  
مَالِمَ يَخُنْ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ، فَإِذَا خَانَهُ  
خَرَجْتَ مِنْ بَيْنِهِمْ.))

(أبو داود، رقم الحديث: ۳۳۸۳)

”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں دو شراکت داروں کا تیسرا ہوتا  
ہوں جب تک ان میں سے کوئی دوسرے کی خیانت نہ  
کرے، پھر جب کوئی خیانت کا مرتکب ہوتا ہے تو میں  
درمیان سے نکل جاتا ہوں۔“

۶۔ عدالت:

یہ کائنات کہ انسان جس کا ایک حصہ ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کا سارا  
نظام عدل، اصلاح اور توازن پر قائم کیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالسَّيِّئَاتِ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيزَانَ ۚ أَلَّا تَطْغَوْا فِي  
الْمِيزَانِ ۚ وَأَقْبِسُوا الْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَخْسِرُوا  
الْمِيزَانَ ۚ﴾ [الرحمن: ۷-۹]

”اور اس نے آسمان کو بلند کیا اور اُپر اٹھایا اور میزانِ عدل رکھ  
دی۔ تاکہ تم میزان میں خلل اندازی نہ کرو۔ اور انصاف کے  
ساتھ ٹھیک ٹھیک تولو اور ترازو میں تولتے وقت کمی نہ کرو۔“

کائنات کا سارا نظام عدل پر قائم ہے۔ اس لیے انسان، جو اس  
امانت کا امین ہے، اس کا فرض ہے کہ اپنے دائرہ اختیار میں عدل قائم  
کرے اور ہر حق دار تک اس کا حق پہنچائے۔ اگر یہ عدل و توازن قائم  
نہ رہے تو میزانِ عالم خلل پذیر ہوتی ہے اور اسی کو قرآن ”فساد فی  
الارض“ سے تعبیر کرتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالِى مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا قَالَ يَاقَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ  
مَا لَكُمْ مِنْ إِلَهٍ غَيْرُهُ وَلَا تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ  
إِنِّى أَرِىْكُمْ بَعْضَ مَا كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ ۚ وَإِنِّى أَخَافُ عَلَيْكُمْ  
عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيطٍ ۚ وَيَقَوْمِ أَوفُوا بِالْمِكْيَالِ وَالْمِيزَانِ  
بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ  
مُفْسِدِينَ ۚ﴾ [ہود: ۸۴، ۸۵]

”اور مدین والوں کی طرف ہم نے ان کے بھائی شعیب کو  
مبعوث فرمایا، اس نے کہا: اے میری قوم! اللہ کی مودانہ  
عبادت کرو کہ اس کے سوا تمہارا کوئی برحق معبود نہیں ہے اور  
ماپ تول میں کمی نہ کیا کرو، آج میں تمہیں آسائش میں دیکھ  
رہا ہوں مگر مجھے ڈر ہے کہ تم پر ایسا دن آئے گا جس کا عذاب  
سب کو گھیر لے گا۔ اے میری قوم کے لوگو! عدل و انصاف  
کے ساتھ پورا ماپو اور تولو اور لوگوں کی چیزیں کم کر کے نہ دیا  
کرو اور زمین میں فساد نہ مچاتے پھرو۔“

چنانچہ عدل و انصاف کائنات کی سب سے بڑی ضرورت اور  
انسان کا سب سے بڑا فریضہ ہے۔ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ عدل  
صرف قانون کی عملداری کا نام نہیں ہے بلکہ عدل و انصاف کا گلا تو  
قانون سازی کے نام پر ہی گھونٹا جاتا ہے۔ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ  
انسان از خود عدل کر بھی نہیں سکتا۔ اس کے پاس علم نہیں جہل ہے،  
عدل نہیں ظلم ہے۔ خالق کائنات کا بیان واجب الاذعان ہے:

﴿إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا﴾ [الأحزاب: ۷۲]

”بلاشبہ انسان بڑا ظالم جاہل واقع ہوا ہے۔“

اس کو علم بھی اللہ ہی عطا فرماتا ہے:

﴿وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ﴾

[البقرة: ۲۵۵]

”اس کے علم میں سے یہ کسی چیز کو حاصل نہیں کر سکتے مگر جسے  
اللہ چاہے۔“

اور عدل اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول سکھاتے ہیں۔

﴿وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا﴾ [الأنعام: ۱۱۵]

”اور تیرے رب کا کلام صداقت اور عدل میں کامل ہے۔“

اس لیے آسمانی ہدایت اور راہنمائی سے بے نیاز ہو کر انسان جو  
بھی نظام بناتا ہے اس میں علم نہیں ہوتا، صداقت نہیں ہوتی، عدل نہیں  
ہوتا۔ مزدور یا کسان اگر قانون سازی کا موقع پائے گا تو کارخانہ دار یا  
زمیندار کے حقوق ملحوظ نہیں رکھ پائے گا بلکہ حقوق کا پلڑا اپنے طبقے کی

اور یہ آسانی وحی کے سوا کہیں نہیں ہو سکتا۔ ظلم اور ظلمت کا ازالہ اسی نور سے ہو سکتا ہے جو انسانوں کو عدل کا راستہ دکھاتے ہوئے فرماتا ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلَّهِ وَلَوْ عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ أَوِ الْوَالِدِينَ وَالْأَقْرَبِينَ إِنَّ يَكُنْ غَنِيًّا أَوْ فَقِيرًا فَاللَّهُ أُولَىٰ بِهِمَا فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوَىٰ أَنْ تَعْدِلُوا وَإِنْ تَلَوُا أَوْ تَعْرِضُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَهُ يَبْصُرُ عَمَلَكُمْ﴾ [النساء: ۱۳۵]

”اے ایمان والو! انصاف قائم کرنے والے اور اللہ کے لیے سچی گواہی دینے والے بنو، خواہ وہ گواہی تمہارے اپنے والدین یا قرابت داروں کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ اگر کوئی فقیر ہے یا امیر تو اللہ ان کا بہتر کارساز ہے، لہذا تم اپنی خواہش کے پیچھے لگ کر عدل و انصاف نہ چھوڑو، اگر بیچ دار شہادت دو یا شہادت دینے سے گریز کرو تو (تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ) اللہ تمہارے اعمال سے خوب باخبر ہے۔“

(باقی آئندہ)

طرف جھکالے گا۔ اور اگر سرمایہ دار اور زمیندار قانون سازی کرے گا تو حقوق کا بہاؤ اپنی طرف کرے گا۔ اسی لیے مختلف نظامہائے معیشت عدم توازن اور عدل کے فقدان کے باعث ظلم وعدوان کا دوسرا نام بن کر رہ گئے۔ قرآن حکیم نے اسی لیے فرمایا:

﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ﴾ [المائدہ: ۴۵]

”جو اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلے نہیں کرتا تو ایسے لوگ ظالم ہیں۔“

اقبال نے اسی معنی کو منظوم کرتے ہوئے کہا ہے۔

عقل خود بین غافل از بہبود غیر  
سود خود بیند نہ بیند سود غیر  
وحی حق بیندہ سود ہمہ  
در نگاہش سود و بہبود ہمہ

عدل پر مبنی نظام وہی تشکیل دے سکتا ہے جو تمام فریقوں پر حکم ہو اور ان سے بالاتر بھی، اس کا مفاد ان میں سے کسی کے ساتھ وابستہ نہ ہو۔

## ادارہ تبلیغ اسلام جام پور کی طرف سے اہم اعلان

### اہل حدیث کے امتیازی مسائل پر مشتمل مکمل سیٹ مفت منگوائیں

ادارہ تبلیغ اسلام جام پور کی طرف سے اہل حدیث کے امتیازی مسائل پر مشتمل فورکھر خوب صورت اور مدلل سات اشتہار کا درج ذیل سیٹ مفت زیر تقسیم ہے:

رابطہ بذریعہ فون  
صبح ۷ بجے سے  
10 بجے تک

- ①..... کیا اللہ کے سوا کوئی اور مشکل حل کرنے پر قادر ہے؟ ایک سوال کی دس شکلیں!
- ②..... نماز میں پاؤں سے پاؤں ملانے اور سینے پر ہاتھ باندھنے کا ثبوت!
- ③..... نماز، روزہ کے شریعی دائمی اوقات!
- ④..... اہمیت نماز اور بے نماز کا انجام!
- ⑤..... سورۃ فاتحہ خلف الامام!
- ⑥..... نبی ﷺ سے آمین بالجہر کا ثبوت!
- ⑦..... اثبات رفع الیدین!

ملک بھر کی تمام مساجد اہل حدیث کے منتظمین حضرات مکمل سیٹ مفت منگوائیں اور فریم کروا کر اپنے زیر انتظام مساجد و دینی مراکز میں نمایاں جگہ پر آویزاں کریں۔  
یہ اشتہارات مساجد و مراکز کی زینت اور مسائل حقہ کی ترویج کا بہترین و موثر ذریعہ ہیں۔ ڈاک خرچ ادارہ خود برداشت کرے گا۔

(مولانا) محمد سلیمین راہی مدیر ادارہ تبلیغ اسلام جام پور، ضلع راجن پور، پنجاب۔ پاکستان موبائل: 3333-8556473

## انسان کی گمراہی کے لیے شیطانی حربے

موہب الرحیم

شیطان نے بہت ساروں کا شکار کیا ہے بالخصوص ان کا جو بغیر علم کے اللہ کی عبادت کا شوق رکھتے ہیں۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ شکار اس کو گناہ سمجھتا ہی نہیں۔ اگر تو یہ بدعت قوی ہے تو شکار کا اعتقاد ہے، اگر عملی ہو تو شکار کا وظیفہ ہے، اسی لیے شیطان کو یہ زنا اور چوری چکاری وغیرہ گناہوں سے زیادہ پسند ہے۔ شیطان پہلے تو کوشش کرتا ہے کہ بدعت اس کے اعتقاد میں پیدا کرے، ساتھ میں کوشش کرتا ہے کہ عبادات میں بدعات کا دروازہ بھی کھول دے اور کم ہی ایسا ہوتا ہے کہ شکار ایک بدعت کے ساتھ دوسری میں نہ پھنسے۔

ابن تیمیہ کہتے ہیں:

”تزوجت الحقيقة الكافرة بالبدعة الفاجرة فتولد بينهما خسران الدنيا والآخرة.“

(مدارج: ۱/ ۱۸۵)

”حقیقی کفر نے فاجر بدعت سے تعلق قائم کیا جس سے دنیا اور آخرت کے خسارے نے جنم لیا۔“

اگر انسان سنت کی اتباع، سلف صالحین اور صحابہ کرام کے طریقے کو لازم پکڑتے ہوئے اس جال سے بچ جائے تو پھر تیسرے جال سے اس سامنا ہوتا ہے:

تیسرا حربہ:

یہ کبار کا جال ہے۔ اس جال میں پھنسانے کے لیے شیطان شکار کے مزاج کا اندازہ لگاتا ہے، اگر شکار حریص و کنجوس ہو تو چوری میں لگانے کی کوشش کرتا ہے، نو جوان ہو تو خواتین کے فتنے میں پھنسانے کی کوشش کرتا ہے۔

یاد رہے کہ ہر بڑا جال چھوٹے جالوں کو محیط ہے، مثلاً اعتقادی

انسان کی سعادت تب ہی ممکن ہے جب وہ شیطان کی فریب کاریوں سے بچ کر اپنے آپ کو اللہ کی اطاعت میں مصروف رکھے۔ اور یہ سعادت سب سے قیمتی چیز ہے، اس لیے شیطان کی چالوں کو پہچاننا اور اس کے فریب کو سمجھنا اہم ترین کاموں میں سے ہے۔ ابن قیم رحمہ اللہ نے مدارج السالکین (۱/ ۱۸۵) میں تقریباً سات کے قریب حربے ذکر کیے ہیں جن میں شیطان اپنے شکار کو پھنسانا چاہتا ہے۔ یہاں ان کا مفہوم بعض اضافوں کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے۔

پہلا حربہ:

ابلیس کی سب سے بڑی کوشش یہ ہوتی ہے کہ وہ انسان کو اللہ، اس کے رسول ﷺ، اس کی ملاقات اور اس کی صفات کمال کا منکر بنادے۔

یاد رہے کہ شیطان اس مطلوبہ کفر کی جنس کا حصول انسان میں چاہتا ہے۔ اور یہ جنس کسی بھی طریقے سے حاصل ہو، خواہ کسی کی تقلید کر کے، خواہ تعصب کی بنا پر، خواہ عقل کو بنیاد بنا کر یا کسی اور طریق سے، شیطان کی کوشش ہوتی ہے کہ اس کفر کی جنس انسان میں پیدا ہو جائے۔ اسی پہلے درجے میں ہی شرک کا گڑھا ہے جس میں ابلیس انسان کو پھینکنا چاہتا ہے۔ ابلیس اس شرک کو بہت مزین اور خوب صورت کر کے پیش کرتا ہے، اولیاء و مشائخ اور بزرگان دین کی تعظیم میں غلو اور اللہ کے شعائر کی تکریم کرنے کے قالب میں ڈھال کر۔ اس شرک میں پھنسانے کے لیے شیطان ہر طرح کا طریقہ استعمال کرتا ہے۔ اگر شکار اس جال سے نکل جائے تو پھر شیطان دوسرا جال لگاتا ہے:

دوسرا حربہ:

یہ بدعت کا حربہ ہے۔ یہ بڑا زبردست جال ہے۔ اس سے

سے بچا جائے تو صغائر معاف ہو ہی جاتے ہیں۔ آخر انسان سے گناہ ہو ہی جاتا ہے، تم نے ابھی نماز پڑھنی ہے تو گناہ صاف ہو جاتا ہے (مگر جب انسان نماز پڑھتا ہے تو شیطان نماز سے توجہ ہٹانے کی کوشش کرتا ہے کہ جیسے جیسے خشوع و خضوع کم ہوتا جائے گا ویسے ویسے گناہ معاف ہونے کی امید کم ہوتی جائے گی۔)

یوں انسان صغیرہ گناہ کر بیٹھتا ہے، پھر شیطان اس صغیرہ پر اصرار کرنے، یعنی بار بار کرنے پر اُکساتا رہتا ہے حتیٰ کہ یہ صغیرہ کبیرہ کی مانند ہو جاتا ہے حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے مثال دے کر سمجھایا ہے کہ یہ صغیرہ گناہ انسان کو ہلاک کر دیتے ہیں جس طرح کٹڑی ایک ایک اکٹھی کرتے ڈھیر لگ جاتا ہے اور بڑے پیمانے پر آگ کا لاؤ تیار ہو جاتا ہے۔ انسان اگر اللہ کے فضل سے اس جال سے بچ جائے تو پھر پانچواں جال تیار ہوتا ہے:

پانچواں حربہ:

یہ مباحات کے استعمال کی کثرت کا باب ہے۔ اس کے ذریعے شیطان انسان کو زیادہ نیکیاں کرنے سے مشغول کر دیتا ہے۔ انسان بہت سارے مستحبات کو چھوڑ بیٹھتا ہے اور کم از کم بلند مراتب کے حاصل ہونے سے محروم رہ جاتا ہے اور یہ بہت بڑا خسارہ ہے۔ اگر انسان نیکیوں کی اہمیت اور قدر و قیمت جان کر اپنے وقت کو ضائع ہونے سے بچا لے اور ضرورت سے زائد مباح کے استعمال سے بچ جائے تو ابلیس چھٹا جال لگاتا ہے:

چھٹا حربہ:

یہ مرجوح اعمال کا باب ہے۔ شیطان مرجوح اعمال کی اہمیت کو رائج عمل سے زیادہ بڑھا کر پیش کرتا ہے۔ پہلے تو ابلیس کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ نیکی والا کام کرنے ہی نہ دے، پھر بھی اگر انسان کرنے پر آمادہ ہو جائے تو پھر کوشش کرتا ہے کہ کم ثواب والے کام میں لگائے۔ اس جال سے صاحب بصیرت لوگ ہی بچتے ہیں جو اللہ کے محبوب اور محبوب ترین عمل کو پہنچانے میں اور فاضل اور مفضل کو سمجھتے ہیں۔ بسا اوقات یہ غلطی ورع کی صورت میں بھی انسان سے سرزد ہو جاتی ہے،

بدعت والے سے عموماً کبار کما کما صدور ہوتا ہے۔ چند مثالوں سے یہ بات واضح ہو جائے گی۔ وہ شخص جو ار جاء کا قائل ہو، جس کے نزدیک ایمان کی موجودگی میں کوئی گناہ نقصان ہی نہیں دیتا اور گناہ کے باوجود اس کا ایمان جبریل کے ایمان جیسا رہتا ہے، اس کے لیے گناہ کی کیا اہمیت رہ جائے گی۔ جو اسطو کے پیروکار اللہ رب العزت کو جزئیات کا عالم نہیں مانتے، اسلام کی طرف منسوب ہونے کے باوجود وہ گناہ سے کیونکر بچیں گے۔

وہ صوفی جو ایک مخصوص درجے پر پہنچ جانے کے بعد اوامر و نواہی کے ساقط ہو جانے کا قائل ہو وہ کون سی نیکی کرے گا اور کس گناہ کو ترک کرے گا؟ جو رافضی جھوٹ کو جائز اور اہل السنۃ کے مال کو جائز سمجھے گا وہ مال لوٹنے سے باز کہاں آئے گا۔ جو یہ عقیدہ رکھے کہ اہل السنۃ والحدیث حشو یہ ہیں اور صحابہ نے اسماء و صفات کے باب کو سمجھا ہی نہیں اور بعض احادیث معقول کے خلاف ہونے کی وجہ سے واجب التاویل ہیں وہ صحابہ اور احادیث پر بالقصد یا بالخطا طعن کرنے سے باز کیسے رہے گا؟ جو یہ کہے۔

صحبت منفعلا لما یختارہ

منی ففعلي کله طاعات

”تقدیر چونکہ مجھ میں اثر کر رہی ہے، اس لیے میری سب

حرکات (جائز و ناجائز) فرماں برداریاں ہی ہیں۔“

وہ لذات کو ترک کیونکر کرے گا جب گناہ بھی اس کے ہاں اطاعت ہی ہے۔

ان مثالوں سے وہ بات واضح ہو جاتی ہے جو شیخ الاسلام نے لکھی ہے کہ کم ہی ایسا ہوتا ہے کہ کسی کے اعتقاد میں فساد ہو اور عمل میں فساد نہ ہو۔ (اقتضاء الصراط المستقیم: ۸۶/۱)

اور یہ بھی پتا چلتا ہے کہ کبار سے بچنے کا ایک بڑا اصل عقیدے کی اصلاح ہے۔ اگر انسان اس تیسرے جال سے نکلنے میں کامیاب ہو جائے تو شیطان چوتھا جال لگاتا ہے:

چوتھا حربہ:

یہ صغائر کا جال ہے۔ شیطان اس پر یوں آمادہ کرتا ہے کہ کبار

پاس پہنچتی ہے اور نہ کوئی تکان اور نہ کوئی بھوک اور نہ کسی ایسی جگہ پر قدم رکھتے ہیں جو کافروں کو غصہ دلائے اور نہ کسی دشمن سے کوئی کامیابی حاصل کرتے ہیں مگر اس کے بدلے ان کے لیے ایک نیک عمل لکھ دیا جاتا ہے۔“

اور فرمایا:

﴿وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطَمَهُ فَآزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَىٰ عَلَىٰ سُوقِهِ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ﴾ [الفتح: ۲۹]

”اور انجیل میں ان کا وصف اس کھیتی کی طرح ہے جس نے اپنی کونیل نکالی، پھر اسے مضبوط کیا، پھر وہ موٹی ہوئی، پھر اپنے تنے پر سیدھی کھڑی ہو گئی، کاشت کرنے والوں کو خوش کرتی ہے تاکہ وہ ان کے ذریعے کافروں کو غصہ دلائے۔“ جب نمازی نماز میں بھول جائے تو اس کے لیے دو سجدے شروع کیے گئے ہیں جن کے بارے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((كانتا ترغیما للشيطان .))

(صحیح مسلم، رقم الحديث: ۱۲۷۲)

”یہ دونوں سجدے شیطان کو ذلیل اور ناکام بنانے کے لیے ہیں۔“

جو شیطان کو ذلیل کر کے اللہ کی عبودیت بجالاتا ہے وہ صدیقیت سے وافر حصہ پالیتا ہے۔ دشمن کو ذلیل کرنے کے لیے ہی جنگ میں اکر کر چلنا جائز ہے۔ اس عبودیت کو بہت کم لوگ جانتے ہیں اور جو اس کا ذائقہ چکھ لے وہ اپنے گزرے ہوئے ایام پر نادم ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں شیطان کی چالوں سے محفوظ رکھے اور اللہ کے دشمنوں کو ذلیل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

وصلی اللہ علی سیدنا محمد وعلی آلہ وأصحابہ وسلم تسلیما کثیرا .

مثلاً جماعت کے ساتھ نماز کی بہت اہمیت ہے اب انسان ورع کی آڑ لے کر فاسق کے پیچھے نماز نہ پڑھے تو اس ورع سے جو نقصان پیدا ہوگا وہ سب کو معلوم ہے، اس لیے اس باب کو پہچاننا لازمی چیز ہے۔ اگر انسان اس سے بچ جائے تو شیطان سا تو اس جال آزماتا ہے:

سا تو اس حربہ:

یہ نیکی میں دل جمعی کو ختم کرنے کا باب ہے۔ قریباً قریباً اس سے کوئی بھی محفوظ نہیں رہتا، اللہ کا فضل ہو تو انسان بچ سکتا ہے۔

مثلاً حدیث میں ہے:

((من توضأ نحو وضوئی هذا ثم صلی

رکعتین لا يحدث فیہما نفسہ غفر لہ ما تقدم

من ذنبہ .)) (صحیح بخاری، رقم الحديث: ۱۵۹)

”جس نے میرے اس وضو کی طرح وضو کیا، پھر پوری دلجمعی

سے دو رکعت نماز ادا کی تو اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیے

جائیں گے۔“

شیطان نیکی کرنے والے کی توجہ کو نیکی سے ہٹانے کی بھرپور کوشش

کرتا ہے، مثلاً: نماز میں مختلف چیزیں یاد کراتا ہے، قرآن پاک کی

تلاوت کے وقت تدبر سے پھرنے کی کوشش کرتا ہے۔

اگر انسان اللہ کے رحم و فضل سے اس سے بھی بچ جائے تو ابلیس

مختلف اذیتیں دیتا ہے۔ اپنے لشکر کو اپنے شکار کو تکلیفیں دینے کے لیے

کہتا ہے۔ اور یہ شیطان کی انتہائی ذلیل ہونے کی علامت ہوتی ہے

کہ اس اللہ کے بندے کو اپنے پیچھے لگانے سے وہ ناکام رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ کو اپنے دشمنوں کا ذلیل ہونا بڑا پسند ہے، اللہ تعالیٰ کا

فرمان ہے:

﴿ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ لَا يُصِيبُهُمْ ظَمَأٌ وَلَا نَصَبٌ وَلَا

مَخَصَصَةٌ فِیْ سَبِيلِ اللّٰهِ وَلَا يَطْعُوْنَ مَوْطِئًا يَّغِيْظُ

الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُوْنَ مِنْ عَدُوِّئِهِۦ اِلَّا كُنْتَبَ لَهُمْ بِهِ

عَمَلٌ صَالِحٌ﴾ [التوبة: ۱۲۰]

”یہ اس لیے کہ بے شک وہ، اللہ کے راستے میں انھیں نہ کوئی



## بنک کارڈ اور ان کی شرعی حیثیت

پروفیسر ڈاکٹر فضل الہی، اسلام آباد

ذریعے خریداری کرتا ہے، بنک فوری طور پر اپنے گاہک کے کھاتے سے ان کے کھاتوں میں رقم منتقل کر دیتا ہے۔  
ج: ..... بنک ان تجارتی اداروں کو ادائیگی کرتے وقت کٹوتی کرتا ہے۔

۲۔ چارج کارڈ (Charge Card):

الف: ..... اس کارڈ کے حصول کی خاطر بنک اکاؤنٹ کا ہونا شرط نہیں۔

ب: ..... اس کارڈ والے کو بنک ایک معینہ مدت تک متعینہ تجارتی اداروں سے خریداری کرنے کا اختیار دیتا ہے۔

ج: ..... متعلقہ تجارتی اداروں کی جانب سے کارڈ والے کی خریداری کے بلوں کی وصولی پر بنک ان کی ادائیگی فوری طور پر کر دیتا ہے، ان بلوں پر کارڈ والے کے دستخط ہوتے ہیں۔

د: ..... بنک تجارتی اداروں سے بلوں پر ایک مخصوص شرح سے کٹوتی کرتا ہے۔

ہ: ..... بنک کارڈ والے کو یہ سہولت دیتا ہے کہ وہ ایک معینہ مدت تک بلوں کی رقم اضافے کے بغیر بنک کو ادا کرے۔

و: ..... مقررہ مدت تک ادائیگی نہ ہونے کی صورت میں بنک کارڈ والے سے مخصوص شرح سے سود وصول کرتا ہے۔

۳۔ قرض کا کارڈ (Credit Card):

اس کارڈ کی اکثر خصوصیات وہی ہیں جو چارج کارڈ کی ہیں، البتہ دونوں میں فرق یہ ہے کہ اس کارڈ کے ذریعے خریداری کرنے والے بعض بنک بل کی ادائیگی ہی کے دن سے، ادا شدہ رقم پر مخصوص شرح سے سود وصول کرتے ہیں اور بعض بنک مختصر مدت کی چھوٹ دے کر

معاشرے میں بنک کارڈز کے ذریعے لین دین کی مروجہ صورت پر کچھ روشنی ڈالی جا رہی ہے، اس سلسلے میں گفتگو کو دو حصوں میں پیش کیا جا رہا ہے:

ا: بنک کارڈز کا تعارف۔

ب: بنک کارڈز کی شرعی حیثیت۔

۱۔ ..... بنک کارڈز کا تعارف

بنک کی طرف سے اپنے گاہکوں کو بہ ذریعہ کارڈ نقد رقم وصول کرنے اور خریداری کی سہولت فراہم کرنے کی تین شکلیں درج ذیل ہیں:

۱: اپنے اکاؤنٹ سے رقم نکلوانے کا کارڈ (Debit Card)

۲: چارج کارڈ (Charge Card)

۳: قرض کا کارڈ (Credit Card)

ان تینوں شکلوں کی قدرے تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔ اپنے اکاؤنٹ سے رقم نکلوانے کا کارڈ (Debit Card):

الف: ..... یہ کارڈ بنک صرف ایسے لوگوں کو دیتا ہے جن کا بنک میں اکاؤنٹ ہوتا ہے۔

ب: ..... بنک ایسے لوگوں کو اپنے کھاتوں میں موجود رقم کی حد تک نکلوانے اور کارڈ کے ذریعے متعینہ تجارتی اداروں سے خریداری کا حق دیتا ہے۔

ج: ..... بنک عام طور پر اپنے گاہکوں سے اس کارڈ کے استعمال کا کوئی معاوضہ نہیں لیتا۔

د: ..... جن تجارتی اداروں سے بنک کا گاہک اس کارڈ کے

سود وصول کرتے ہیں۔

## ب..... بنک کارڈز کا شرعی حکم

تینوں اقسام کے کارڈوں کی شرعی حیثیت کی تفصیل توفیق الہی سے ذیل میں پیش کی جا رہی ہے:

### ۱۔ ڈیبٹ کارڈ (Credit Card) کی شرعی حیثیت:

اس صورت میں کارڈ والا بنک میں اپنا کھاتے میں موجود رقم کی حدود میں رہتے ہوئے خریداری کرتا ہے۔ بنک اس کے کھاتے سے اس کی خریداری کے بقدر رقم تجارتی ادارے کے اکاؤنٹ میں منتقل کر دیتا ہے۔ بنک اپنی طرف سے تجارتی ادارے کو کچھ نہیں دیتا۔ اس صورت میں بنک اور کارڈ والے کے درمیان قرض کا کوئی معاملہ نہیں ہوتا اور نہ ہی بنک اس سے کچھ لیتا ہے۔ بنک تجارتی اداروں کی ادائیگی کرتے وقت جو کٹوتی یا کمیشن وصول کرتا ہے اس کا بھی سود سے کوئی تعلق نہیں کیونکہ اس سارے معاملے میں قرض ہی نہیں تو سود کیسے ہوگا؟ البتہ اس سلسلے میں یہ بات ضروری ہے کہ کارڈ والے کا اکاؤنٹ کرنٹ ہو اور مکمل طور پر سودی لین دین سے پاک ہو۔

### ۲۔ چارج (Charge Card) کارڈ کا شرعی حکم:

اس کارڈ کو استعمال کرنے والا مقررہ مدت گزرنے کے بعد بنک کی طرف سے تجارتی اداروں کو ادا کردہ رقم پر سود ادا کرنے کا پابند ہوتا ہے اور جس معاملے میں سود آجائے، اس کی حرمت اور قباحت میں شک و شبہ کی ادنیٰ گنجائش بھی باقی نہیں رہتی۔ قرآن و سنت کی متعدد نصوص میں سود کی حرمت اور سنگینی کو بیان کیا گیا ہے، ذیل میں ایسی ہی پانچ آیات و احادیث ملاحظہ فرمائیے:

الف: سودی لین دین کا ایمان کے منافی ہونا:..... اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ

الرِّبَا إِن كُنتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝﴾ [البقرة: ۲۷۸]

”اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سود میں سے جو باقی

ہے چھوڑ دو اگر تم ایمان والے ہو۔“  
علامہ الحارثی تحریر کرتے ہیں:

”فبين أن الربا والإيمان لا يجتمعان.“

(منقول از تفسیر القاسمی)

”(اس آیت میں) اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ بلاشبہ سود اور ایمان جمع نہیں ہوتے۔“

ب: سود نہ چھوڑنے والوں کے لیے اللہ اور رسول ﷺ کا اعلان جنگ:..... مذکورہ بالا آیت کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ﴾

[البقرة: ۲۷۹]

”اور اگر تم نے (باقی ماندہ سود) نہ چھوڑا تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (ﷺ) کی طرف سے بڑی جنگ کا اعلان سن لو۔“  
امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”لم أر أشر من الربا لأن الله آذن فيه

بالحرب.“ (تفسیر القرطبي: ۳/ ۳۶۴)

”میں نے سود سے بڑی کوئی نہیں دیکھی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کی بنا پر اعلان جنگ کیا ہے۔“

ج: ایک درہم سود کھانے کا چھتیس مرتبہ زنا سے زیادہ سنگین ہونا:..... امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انھوں نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((درهم ربا يأكله الرجل وهو يعلم أشد من

سنة وثلاثين زنية.)) (المسند: ۳۶/ ۲۸۸)

”آدمی کا ایک درہم سود جانتے بوجھتے کھانا چھتیس مرتبہ زنا سے زیادہ سنگین ہے۔“

حافظ بیہقی اور حافظ منذری نے تحریر کیا ہے کہ اس کے روایت کرنے والے صحیح کے راویان ہیں۔ شیخ البانی نے اس کو (صحیح) قرار دیا ہے۔

د: سب سے ہلکے سود کا ماں کے ساتھ نکاح کرنے کی مانند

ہوتا:..... امام ابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انھوں نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((الربا سبعون حوبا أيسرها أن ينكح الرجل

أمه.)) (صحيح سنن ابن ماجه، رقم الحديث:

۱۸۴۴)

”سود کی ستر اقسام ہیں، ان میں سب سے ہلکی قسم (کی سنگینی)

ایسے ہے جیسے آدمی اپنی ماں کے ساتھ نکاح کر لے۔“

ہ: سود کا انجام تنگ دستی:..... امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن

مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ

آپ ﷺ نے فرمایا:

((ما أحد أكثر من الربا إلا كان عاقبة أمره

إلى قلة.)) (صحيح سنن ابن ماجه)

”کوئی شخص بھی سود سے زیادہ (مال جمع) نہیں کرتا بلکہ اس کا

انجام تنگ دستی ہوتا ہے۔“

کیا ان آیات و احادیث سے آگاہی کے بعد سچے ایمان والا شخص

کسی بھی سودی معاملے کے قریب پھٹک سکتا ہے.....!

ایک سوال اور اس کا جواب:

اس مقام پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر کارڈ والا مقررہ مدت کے

اندر ہی بنک کو واجب الذمہ رقم ادا کر دے اور بنک اس رقم سے زائد

کچھ نہ لے تو پھر اس کارڈ کے استعمال کا شرعی حکم کیا ہوگا؟

درج ذیل تین باتوں کو پیش نظر رکھنے سے سوال کا صحیح جواب سمجھنے

میں توفیق الہی سے آسانی کی توقع ہے:

۱: بعض بنک ایسے کارڈ کے دینے، اس کی تجدید اور گمشدگی کی

صورت میں نئے کارڈ کے جاری کرنے پر فیس وصول کرتے

ہیں۔ سوال یہ ہے کہ کارڈ لینے والا ان چیزوں کا معاوضہ کیوں ادا

کرتا ہے؟ جواب واضح ہے، تاکہ وہ اپنی ادھار خریداری کے لیے

بنک سے قرض حاصل کر سکے۔ اس طرح بنک کارڈ والے سے

اصل قرض کے علاوہ فیس کے نام سے اضافہ وصول کرتا ہے اور

شریعت اسلامی کا واضح حکم ہے کہ قرض کی بنا پر قرض دینے والا

مقرض سے قرض کے علاوہ جو کچھ لیتا ہے وہ سود ہے اور جب یہ

سود ہے تو اس کا لینا دینا حرام ہوگا اور سود کا نام فیس رکھنے سے وہ

حلال تو نہیں ہو سکتا، خنزیر کو بکری کہنے سے وہ حلال تو نہیں ہو سکتا۔

ب: بنک تجارتی ادارے کو کارڈ والے کی خرید کردہ اشیاء کے بلوں کی

مکمل رقم ادا نہیں کرتا بلکہ مخصوص شرح سے کٹوتی کرتا ہے۔ مثال

کے طور پر اگر وہ کارڈ والے سے سو روپے وصول کرتا ہے تو تجارتی

ادارے کو ۹۸ روپے دیتا ہے۔ غور طلب بات یہ ہے کہ بنک ہر سو

روپوں میں سے دو روپے کس بنا پر وصول کرتا ہے۔ دو روپے

درحقیقت اٹھانوے روپے پر ایک ماہ کی مدت کے لیے دینے کا

معاوضہ ہے اور رقم دے کر دی ہوئی مدت کے بدلے میں حاصل

کردہ اضافی رقم ہی کا نام سود ہے۔

بعض تجارتی ادارے کارڈ والے سے خریدے ہوئے سامان کی

حقیقی قیمت سے کچھ زیادہ رقم کے بل پر دستخط کرواتے ہیں۔ مثال کے

طور پر اٹھانوے روپے کا سامان دے کر سو روپے پر دستخط کرواتے

ہیں، اس طرح تجارتی ادارہ تو اپنا حق وصول کرتا ہے البتہ کارڈ والا

اٹھانوے روپے کا سامان لے کر بنک کو سو روپے دینے کا پابند ہوتا

ہے۔ اس کے اس اضافے کو برداشت کرنے کا سبب یہ ہے کہ بنک

اس کی طرف سے یہ رقم تجارتی ادارے کو فوراً ادا کرتا ہے اور وہ بنک کو

کچھ مدت کے بعد ادا کرتا ہے اور مدت کے مقابلے میں اسی اضافے

کا نام سود ہے۔

ج: چارج کارڈ کے ذریعے ادھار خریداری کی رقم کی واپسی بنک کو

مقررہ مدت میں ناممکن تو نہیں البتہ مشکل ضرور ہے۔ ابتدا میں

مقررہ مدت کے اندر ادائیگی کرنے والے کتنے ہی لوگ کچھ ہی

عرصے بعد پٹری سے اتر جاتے ہیں اور ادائیگی میں تاخیر کرنے

کی بنا پر سود ادا کرتے ہیں۔

اس طرح اس قسم کے کارڈ کے استعمال کے مذکورہ بالا دونوں

اسباب کے ساتھ ایک تیسری بات یہ بھی ہے کہ یہ عام طور پر کارڈ

ز: بعض سلف نے بیان کیا کہ قرض کی وجہ سے لاحق ہونے والے غم کی بنا پر ضائع ہونے والی عقل واپس نہیں پلٹتی۔

ز: بعض علماء نے قرض کو عیب قرار دیا کہ وہ رات کو پریشانی، دن کو ذلت اور جانوں کو ڈرانے بلکہ کمزور کرنے کا سبب ہے۔

مزید برآں علمائے امت نے احادیث شریفہ کی روشنی میں قرض لینے کے لیے کچھ شرائط کی موجودگی کو ضروری قرار دیا ہے جن میں سے ایک یہ ہے کہ قرض لینے کا معقول اور جائز سبب موجود ہو۔

چارج کارڈ اور کریڈٹ کارڈ کا فلسفہ مذکورہ بالا سب باتوں کے کلی طور پر برعکس ہے۔ کارڈ جاری کرنے والے بنک کا مطمح نظر یہ ہوتا ہے کہ زیادہ سے زیادہ لوگ ان کے تیار کردہ قرض کے سنہری پنجرے میں خوب اچھی طرح پھنس جائیں تاکہ وہ لمبی مدت تک ان کا خون چوستے رہیں اور کارڈوں والے ”نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن“ کی عبرت ناک تصویر پیش کرتے رہیں کہ نہ تو انھیں سنہری پنجرے کے اندر رہتے ہوئے سکون میسر آئے اور نہ ہی اس سے باہر نکلنا کچھ آسان ہو۔

کریڈٹ کارڈ کے ہاتھوں بربادی کا ایک واقعہ:

روزمرہ زندگی میں کریڈٹ کارڈ کے ذریعے برباد لوگوں کے کتنے واقعات دیکھنے اور سننے میں آتے ہیں۔ ۲۷ جنوری ۲۰۰۸ء کے نوائے وقت سنڈے ایڈیشن میں ایک منظر پر عنوان ”کریڈٹ کارڈ نے کروڑ پتی کو بھکاری بنا دیا“ شائع ہوا جس کا خلاصہ ذیل میں ملاحظہ فرمائیے:

ٹیلی ویژن کا ہر دل عزیز پیش کار صحافی ایڈیچل اپنے بارے میں کہتا ہے: ”ہماری زندگی بڑے مزے اور بے فکری میں گزر رہی تھی۔ میں نے تقریباً پوری دنیا کا سفر کیا ہے۔“ وہ اور اس کا کنبہ نہایت خوش حال زندگی گزار رہے تھے اور ان کے ہود کے علاقے میں واقع گھر کی مالیت پانچ لاکھ پونڈ تھی۔ مچل اس بات کا اعتراف کرتا ہے کہ ”اس کی بربادی میں شراب نوشی کا بھی عمل دخل ہے لیکن بنیادی وجہ کریڈٹ کارڈ پر آسانی سے قرضہ حاصل کرنے کی سہولت تھی۔“ نوکری سے جواب

والے کو صریح سودی معاملے تک پہنچانے کا ذریعہ بنتا ہے۔ اس قسم کے کارڈ کے ناجائز ہونے کے لیے پہلے دو سبب بہت کافی ہیں اور اگر وہ دو سبب بغرض محال نہ بھی ہوں تو ایک مسلمان کو اس کارڈ کے استعمال سے دور کرنے کے لیے تیسرا سبب بھی کچھ کم نہیں۔

۳۔ قرض کارڈ (Credit Card) کا شرعی حکم:

چارج کارڈ کے شرعی حکم کے حوالے سے بیان کردہ پہلی دونوں باتیں (ا اور ب) قرض کارڈ میں کلی طور پر موجود ہیں۔ تیسری خرابی (ج) جس سے چارج کارڈ میں پچنا مشکل تھا، اس کارڈ کے استعمال میں یقینی طور پر موجود ہے کیونکہ اس کا استعمال کرنے والا خریداری کے دن ہی سے لیے ہوئے قرض پر سود دینے کا پابند ہوتا ہے۔ اس بنا پر یہ کارڈ اول تا آخر بلا شک و شبہ حرام کے زمرے میں داخل ہے۔

ضروری تنبیہ:

چارج کارڈ اور کریڈٹ کارڈ کے متعلق گفتگو کرتے وقت اس حقیقت کو پیش نظر رکھنا چاہیے کہ عقل و دانش اور صحیح معاشی حکمت عملی کا تقاضا یہ ہے کہ انسان اپنی چادر کے بہ قدر پاؤں پھیلائے۔ اپنے وسائل سے تجاوز کرنے والا وقتی طور پر تو اپنی خواہش پوری کر لیتا ہے لیکن وہ اپنے آپ کو بے چینی اور پریشان حالی کی راہ پر ڈال دیتا ہے۔ علاوہ ازیں شرعی طور پر عام حالات میں سودی لین دین سے پاک قرض لینا ایک ناپسندیدہ کام ہے، جیسا کہ درج ذیل وضاحت سے معلوم ہوتا ہے:

ا: نبی کریم ﷺ نماز میں کثرت سے قرض سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتے رہتے۔

ب: قرض سے اللہ تعالیٰ کی پناہ کا طلب کرنا آنحضرت ﷺ کی ایسی دعاؤں میں شامل تھا جنہیں آپ ﷺ چھوڑ انہیں کرتے تھے، یعنی مستقل مانگتے تھے۔

ج: آنحضرت ﷺ نے قرض کو جانوں کو خوف زدہ کرنے والا قرار دیا۔

د: آنحضرت ﷺ نے قرض لینے کو خود کشی قرار دیا۔

ہ: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے قرض کی ابتدا غم اور انتہا نادراری بتلائی۔

ملنے کے بعد اس کا تمام تر انحصار کریڈٹ کارڈوں پر ہی تھا جس کی وجہ سے اس کی ہر چیز قرضے میں ڈوب گئی۔

میرے اوپر ایک ایسا وقت آ گیا کہ میرے پاس ۲۵ کریڈٹ کارڈ تھے۔ میرے ماضی کے حالات اور آمدنی کو مد نظر رکھتے ہوئے مجھے نئے کریڈٹ کارڈ حاصل کرنے میں کوئی مشکل نہیں پیش آرہی تھی اور میں ایک کارڈ کا قرضہ دوسرے کارڈ سے ادا کرنے کا عادی ہو چکا تھا۔

جب بنک میں میری تنخواہ کا چیک جانا بند ہو گیا تو تمام قرض خواہوں نے ایک دم میرے گھر پر یلغار کر دی۔ سولہ ہزار پونڈ کا قرضہ ایک کارڈ پر تھا، ہائپتیکس اور بار کلبے بنکوں کے کارڈوں پر تیس ہزار پونڈ واجب الادا تھے۔ ایک کہنی نے مجھے نوٹس بھیجا کہ میں ان کے قرضے میں سے

صرف دو ہزار پونڈ ادا کروں لیکن میرے پاس تو پھوٹی کوڑی بھی نہ تھی، دو ہزار کہاں سے ادا کرتا۔ مالی پریشانیوں کے نتیجے میں گھر میں تناؤ اور بیوی سے لڑائی جھگڑا رہنے لگا آخر دو سال قبل ۲۵ سالہ ازدواجی زندگی طلاق پر ختم ہو گئی۔ جب ہماری علیحدگی ہوئی تو تمام قرضہ میرے ہی نام پر تھا، نتیجتاً مجھے اپنا مکان فروخت کرنا پڑا۔ (سابقہ) بیوی نے اپنے بیٹے کے ساتھ ایک فلیٹ میں رہائش اختیار کر لی اور مجھے پہلی رات

قریبی پارک کے بیچ پر سو کر گزارنا پڑی۔ اگلا ایک سال اس نے مختلف دوستوں کے گھروں میں صوفوں پر سوتے ہوئے گزارا لیکن دوستوں پر ہمیشہ بوجھ نہیں بننا چاہتا تھا۔ گزشتہ نو ماہ سے وہ انتہائی تلخ زندگی گزار رہا ہے۔ اس کا نیا گھر پارک کا بیچ ہے، اس کے دن کا بڑا حصہ کام کی تلاش یا لائبریری کے چکر لگانے میں گزرتا ہے۔

مجل آخر میں کہتا ہے: ”اب تک کا عام تاثر یہ رہا ہے کہ بے گھر افراد پیشہ ور بھکاری، کام چور اور ہڈ حرام لوگ ہیں لیکن اب یہ تاثر درست نہیں رہا۔ اکیسویں صدی میں بے گھر افراد کی اکثریت میرے جیسے سفید پوش لوگوں پر مشتمل ہوگی کیونکہ بنک اور قرض دینے والے دوسرے

ادارے جس طرح آسان شرائط پر لوگوں کو کریڈٹ کارڈوں کے جال میں پھانسنے کی مہم چلا رہے ہیں اس سے یقیناً میرے جیسے لوگوں کی تعداد میں اضافہ ہوگا۔ میں لاکھوں بلکہ کروڑوں لوگوں کو اس جال میں پھنسنے سے پہلے انتباہ کرنا چاہتا ہوں کہ وہ میرے حشر کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے کو بچانے کی کوشش کریں۔“

آپ سوچتے ہوں گے کہ ہر وقت اونچائی پر اڑنے والا اچانک پارک کے ننگے اور ٹھنڈے بیچ پر کیسے آن گرا؟ لیکن آپ یقین کریں یہ بیچ آپ میں سے کسی کا بھی مقدر بن سکتا ہے۔

(بہ حوالہ ماہنامہ صراطِ مستقیم، برمنگھم)

### ضروری اعلان

”مولانا سلطان محمود محدث ملتان اور ان کا خانوادہ علمی“ کے موضوع پر ایک کتاب زیر ترتیب ہے۔ جو اصحابِ علم و ضل مولانا سلطان محمود، مولانا عبدالحق ملتان، مولانا شمس الحق ملتان اور مولانا شرف الحق ملتان کے احوال پر اپنی نگارشات ارسال کرنا چاہیں تو وہ اس پتے پر بھیج دیں۔

حافظ ریاض احمد عاقب، مرکز ابن القاسم الاسلامی

محمود کوٹ، یونیورسٹی روڈ، ملتان۔

فون: 0334-6066878

### شیخ الحدیث و سینئر مدرس کے ضرورت مند

ایک حافظ قرآن، عالم دین، فاضل علوم عربیہ اسلامیہ، کہنہ مشق، سینئر مدرس درس نظامی، امام و خطیب موجود ہے۔ اپنی خدمات سرانجام دینے کے لیے کہیں بھی جاسکتا ہے۔

پتا: عبدالحق محمدی، معرفت اقبال میڈیکل سٹور، دیوان باغ، ملتان۔

فون: 0308-5602830



# اسلامی تہذیب میں فن تعمیر

محمد سعود عالم قاسمی

۲۷

حکومت کے مختلف زمانوں میں بنائی ہیں، نہیں ہوئی ہے۔ ان میں یقیناً وہ باتیں ہوں گی جن کا ٹھیک معلوم کرنا نہایت مفید ہے۔“ (تمدن عرب، ص: ۵۶۵ گستانی بان)

بعد کے ادوار کی جو عمارات اپنی اصلی حالت میں باقی ہیں ان پر بھی ایک عرصہ گزر جانے کے باوجود ان کی شان و شوکت، وقار اور حکمت و صنایع نمایاں ہے۔ یہاں موقع نہیں کہ ان عمارات کی فنی خوبیوں پر مختلف پہلوؤں سے گفتگو کی جائے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: العمارة في صدر الإسلام اور العمارة في الإسلام از کمال الدین سامح۔

مقصود صرف اسلامی تہذیب میں ان کے مقام و مرتبے کا تعین ہے۔ مسلمانوں کے فن تعمیر کی داستان اقصائے عالم کے طول و عرض سے تعلق رکھتی ہے۔ جہاں جہاں مسلمان گئے وہاں اپنے ساتھ عظیم تہذیبی قوت لے کر گئے اور جہاں سے ان کو گردشِ ایام نے واپس کیا وہاں انھوں نے زبردست تہذیبی اثرات چھوڑے۔ شام، عراق، ایران، مصر، اندلس، ماوراء النہر، ہندوستان اور ان جیسے دوسرے ممالک میں ان کے جو حیرت انگیز تعمیراتی کارنامے ہیں ان کے متعلق ایک رائے تو یہ ہو سکتی ہے کہ ان میں مسلمانوں کا اپنا کوئی حصہ نہیں ہے بلکہ وہاں کے موجود معیار تمدن کی وہ آئینہ دار ہیں۔

دوسری رائے یہ ہو سکتی ہے کہ وہ سب کے سب اسلامی فن تعمیر کا نمونہ ہیں۔ مگر دونوں رائیں معتدل نہیں کہی جاسکتیں کیونکہ تاریخ ان دونوں کی نفی کر دیتی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ طلوع اسلام سے پہلے حجاز و عرب میں فن عمارت کو رواج حاصل نہ تھا۔ نہ تو وہاں کے لوگ عرفات اور محلات میں رہنے کے عادی تھے اور نہ ایسی کسی عمارت کا سراغ ملتا

تو میں اپنی تہذیبی اور تمدنی اقدار کا اظہار مختلف شکلوں میں کرتی ہیں۔ فن تعمیر کو اس طریقہ اظہار کی موزوں بلکہ اہم ترین شکل قرار دیا جاتا ہے۔ بعض قومیں ایسی بھی گزری ہیں جن کی تہذیب و تمدن کی عظمت کا راز اونچے محلات، بلند و بالا برجیوں اور مزین محرابوں سے وابستہ رہا ہے۔ عہد رفتہ کے دور میں ہم ان قوموں کی داستان انتہائی حیرت و استعجاب سے پڑھتے ہیں جو پہاڑوں کی چوٹیوں کو کاٹ کاٹ کر بام و قصور تعمیر کرتی تھیں اور پتھروں کو تراش تراش کر خوش نما محلات بناتی تھیں۔ ان کی باقیات آج بھی کہیں کہیں پائی جاتی ہیں جو اپنے صنائع کے تمدن کی عظمت و رفیع کا ثبوت فراہم کرتی ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿تَتَخِفُّونَ مِنْ سُهُولِهَا قُصُورًا وَ تَنْجِتُونَ الْجِبَالَ

بُيُوتًا﴾ [الأعراف: ۷۴]

”تم اس کے ہموار میدانوں میں عالی شان محل بناتے ہو اور اس کے پہاڑوں کو مکانات کی شکل میں تراشتے ہو۔“

غالباً اسی لیے معیاری عمارتوں کو تہذیب و تمدن کی علامت کہا جاتا ہے۔ مسلمانوں کے تعمیری کارنامے بھی اپنی گونا گوں خصوصیات کی بنا پر قابل ذکر ہیں۔ انھوں نے اپنے ایام عروج میں جو تعمیری کارنامے انجام دیے ان میں سے بیشتر کے نام و نشان بھی مٹ چکے ہیں یا مٹائے جا چکے ہیں تاہم کچھ ایسے آثار بھی ہیں جو زمانے کی دست برد سے محفوظ رہ گئے ہیں۔ ابتدائے اسلام کی بیشتر عمارات کے متعلق اب ہم صرف تاریخ کی کتابوں ہی میں تھوڑا بہت پڑھ لیتے ہیں، جن کے سلسلے میں نہ کوئی تحقیق ہوئی اور نہ ان کی فنی حیثیتوں کا تجزیہ کیا گیا۔ بہ قول سری یو کے:

”افسوس ہے کہ اس وقت کوئی عام تحقیق ان عمارات کی جو عربوں نے شام و عراق، ایران اور نیز ہندوستان میں اپنی

البنطینیة و بین الحجاز و نجد و کان هناك فن  
نبطي في شمال شرقي في شبه جزيرة سيناء و  
بخاصة في مدينة البتراء وهي المدينة  
المنحوتة في الصخر بين العقبة و بین معان .“

(العمارة في صدر الإسلام، ص: ۳)

”اسلام سے پہلے ممالک عرب میں کوئی اور پیکل فنی اسلوب  
نہ تھا۔ وہاں جو بھی فنون تھے وہ پڑوسی تمدنوں سے ماخوذ تھے۔  
عرب کے جنوبی شہروں میں محلات تھے۔ اسی طرح بازنطینی  
ممالک اور حجاز و نجد کے درمیان وادی شام میں کچھ اور محلات  
تھے۔ عرب کے شمال مشرق میں جزیرہ نمائے سینا میں اور  
خاص کر شہر پٹرا میں فن نبطی کا رواج تھا، یہ شہر عقبہ اور معان  
کے درمیان پہاڑ کو تراش کر بنایا گیا تھا۔“

اسلامی فن تعمیر کی شروعات اس وقت سے ہوتی ہے جب مسلمان  
حجاز سے نکل کر دوسرے ممالک میں داخل ہوئے، یہ ساتویں صدی  
عیسوی کا زمانہ ہے۔ تیرھویں اور چودھویں صدی عیسوی میں یہ فن  
اپنے عروج کو پہنچا۔ اٹھارھویں صدی عیسوی میں اس پر زوال آیا۔ یہ  
وہ وقت تھا جب کہ مغربی فن تعمیر اپنی جگہ بنا رہا تھا۔

اسلامی فن تعمیر کے اصلاً تین سرچشمے تسلیم کیے گئے ہیں:

۱: مشرقی مسیحی فن تعمیر، جس کا مرکز سوریہ (شام) تھا۔

۲: ساسانی طرز تعمیر، جس کا مرکز عراق اور ایران تھا۔

۳: قبطی اسلوب عمارت، جس کا مرکز مصر تھا۔

مسلمانوں نے انھی تین اسلوبوں میں اُس طرز عمارت کا خاکہ  
تلاش کیا جو ان کی تعمیرات کے لیے موزوں ہو سکتا تھا، چنانچہ انھوں  
نے جس طرز تعمیر کو جنم دیا وہ اپنے سرچشموں سے تعلق رکھتے ہوئے بھی  
ان سے بہت حد تک مختلف تھا بلکہ ایک نئے تصور کی نمائندگی کرتا تھا۔  
اس کا سب سے اہم اور نمایاں مظہر مساجد تھیں جو مسلمانوں کی اولین  
مذہبی ضرورت تھی۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کو جہاں عارضی قیام کا بھی  
موقع ملا فوراً ہی ان کو مسجد بنانے کی فکر دامن گیر ہوئی۔ ان مساجد میں  
انھوں نے پوری فراخی سے اپنی فن کارانہ صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا۔

ہے جو فن تعمیر کا نمونہ ہو۔ اس کی دو وجہیں ہو سکتی ہیں۔ ایک تو حجاز  
عرب کی جغرافیائی حالت، جو ریگستان پر مشتمل ہے، اس کے لیے  
سازگار نہ تھی۔ دوسرے وہاں کے باشندوں کا مزاج بھی اس سے کچھ  
ہم آہنگ نہ تھا۔ ان کی بدویت، یعنی تمدنی بد حالی اور خانہ بدوشی جن  
میں ان کی زندگی محصور تھی اس سے میل نہ کھاتی تھی۔ رہا عرب کا وہ  
علاقہ جو حیرہ اور یمن وغیرہ پر مشتمل تھا۔ تو وہاں ایسی عمارات اور دیگر  
تمدنی ترقی کا ضرور پتا چلتا ہے مگر اس کی وجہ ان کا متمدن علاقوں کے  
پہلو میں واقع ہونا ہے۔ اسلام کے ابتدائی ایام میں بھی ایسی عمارتوں کا  
پتا نہیں چلتا جن کو بہ طور مثال پیش کیا جاسکے۔ جہاں تک مسجد نبوی اور  
مسجد قبا وغیرہ کا تعلق ہے ہم ان میں بھی کوئی فنی خصوصیت نہیں پاتے۔  
حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ مسجد نبوی عہد رسالت میں کچی  
اینٹ سے بنائی گئی تھی جس کی چھت کھجور کے پتوں اور ستون خرما کے  
درخت کے تھے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس میں کوئی زیادتی نہیں کی بلکہ علی  
حالہ رہنے دیا۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اضافہ تو کیا مگر سابقہ بنیاد پر بنایا اور  
وہی کچی اینٹ کی دیوار، برگ کھجور کی چھت صرف ستون لکڑی کے کر  
دیے۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس میں کافی اضافہ کیا۔ دیوار منقش  
پتھر اور سیمنٹ (گچ) سے، ستون بھی منقش پتھروں ہی کے اور چھت  
ساج کی لکڑیوں کی تیار ہوئی۔ (صحیح بخاری، باب بنیان المساجد)

اموری دور حکومت میں عمر بن عبدالعزیز کے زیر نگرانی ۸۸ھ میں  
اس کی تعمیر جدید ہوئی جس کے معمار روم سے بلائے گئے۔ اس وقت  
عمر بن عبدالعزیز مدینہ منورہ کے گورنر تھے۔

(جذب القلوب: باب ہفتم از شیخ عبدالحق محدث دہلوی)

پروفیسر کمال الدین سائح لکھتے ہیں:

”لم یکن في بلاد العرب قبل الإسلام أساليب  
فنية أصلية وكل ما كان فيها من فنون إنما نقل  
من المدينيات المجاورة فقد كانت هناك في  
بلاد العرب الجنوبية قصور كما وجدت  
قصور أخرى في بادية الشام بين الأملاك

فلپ کے جٹی نے لکھا ہے:

”عرب مسلمانوں میں آرٹ نے مذہبی فن تعمیر کو اظہار کا سب سے بڑا ذریعہ بنایا۔ مسلمان ماہرین تعمیرات یا ان کے مقرر کیے ہوئے ملازموں نے تعمیر کا ایک ایسا منصوبہ بنایا جو سادہ اور پُر وقار تھا۔ پرانے نمونوں پر مبنی تھا لیکن نئے دین کی روح کی نمایاں عکاسی کرتا تھا۔ بین النسلی اور بین الاقوامی رشتے میں اسلامی تہذیب کی ترقی کی تاریخ کا خلاصہ ملاحظہ کرنا ہو تو مسجد کو پیش نظر رکھیے۔“ (عربوں کا عروج و زوال)

چنانچہ بعد کی مسجد نبوی، دمشق کی جامع مسجد، اندلس کی جامع قرطبہ، ترکی کی جامع مسجد، مصر کی جامع ازہر، لاہور کی بادشاہی مسجد، دہلی کی جامع مسجد، ڈھاکہ کی ستارہ مسجد، ایران کی جامع مسجد وغیرہ اس کا بہترین نمونہ فراہم کرتی ہیں۔ مسجد کی تعمیر میں وسعت، نظافت، روشنی، سادگی، وقار، بلندی اور ایسے ہی محاسن کا لحاظ رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ آپ مسجد کا مطالعہ دیگر قوموں کے معابد کے پس منظر میں کیجیے تو آپ دونوں میں نمایاں فرق محسوس کریں گے۔

غیر مسلموں کے معابد تنگ، تاریک اور پُر اسرار قسم کے ہوتے ہیں۔ مساجد میں جا کر یا ان کو دیکھ کر جو احساس جاگتا ہے وہ یہاں قطعاً نہیں رہے گا۔ جناب عبداللہ الجید سالک نے لکھا تھا:

”مندر میں جہاں دیوی دیوتا کی مورتی قائم کی جاتی ہے، وہ ایک چھوٹا سا تاریک پُر اسرار کمرہ ہوتا ہے جس میں مورتی کے خد و خال دھندلے دکھائی دیتے ہیں اور پجاری ایک ایک کر کے اس کمرے میں داخل ہو کر آرتی اتارتے ہیں اور پوجا کرتے ہیں یہ اور بات ہے کہ مندروں کے ارد گرد خاصی وسیع عمارتیں بنائی جاتی ہیں لیکن وہ معبد کا حصہ نہیں ہوتیں۔“

(مسلم ثقافت، ص: ۳۵۵)

علاوہ ازیں غیر مسلم اپنی عبادت گاہوں سے لے کر رہائشی مکانوں کو بھی انسان یا جانور کی موٹی اور بھدی تصویروں سے آراستہ کرتے ہیں جب کہ مسلمان ایسا نہیں کر سکتے ہیں۔ وہ سادہ، ملکی لطیف اور محرابی گلکاریوں کا استعمال کرتے ہیں۔ اہل کتاب کے معابد گو کہ مندروں

سے مختلف ہوتے ہیں مگر مساجد کی شان ان میں بھی نہیں ہوتی۔ ان معابد میں حسن و آرائش کی زیادتی، بے جا اسراف اور تکلفات کی بھرمار ان کی روحانی فضا کو مکدر کر دیتی ہے۔ ان میں داخل ہوتے ہی پہلا احساس یہ ہوتا ہے کہ شاید خانہ خدا نہیں جہاں ایک روحانی مریض شفا یاب ہو بلکہ یہ کسی بادشاہ کا شہستان ہے یا کسی رئیس کا میوزیم۔ یہی وجہ ہے کہ آنحضور ﷺ نے مساجد کی تزئین و آرائش اور بیہودگی اتباع سے شدت سے منع فرمایا ہے، ایک حدیث میں ہے کہ

((أراکم ستشرفون مساجدکم بعدی کما شرفت الیہود کنائسہا و کما شرفت النصراری بیعہا .)) (ابن ماجہ تشیید المساجد)

”مجھے لگتا ہے کہ تم لوگ بھی میرے بعد اپنی مسجدوں کو اس طرح مزین کرو گے جس طرح یہود و نصاریٰ نے اپنے اپنے معابد کو مزین کیا ہے۔“

مسجد کے اس مزاج نے پورے فن تعمیر کو متاثر کیا ہے تا آنکہ مسلمانوں کے رہائشی مکانات اور دوسری رہائشی عمارتوں میں بھی اس کا رنگ دیکھا جاسکتا ہے۔ اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ مسلمانوں کی تعمیر کردہ عمارتیں از اوّل تا آخر اسلامی تہذیب کے مزاج سے ہم آہنگ ہیں۔ بلکہ کچھ امراء ایسے بھی ملیں گے جنہوں نے اپنی عمارتوں میں انسانوں اور جانوروں کی مورتیں بنوائیں جو اسلام کے مزاج کے منافی ہے اور بہت سے لوگ ایسے بھی ملیں گے جنہوں نے اس فن کا اظہار دیگر مقامات پر کیا جس کی اجازت شرعاً نہیں ہے۔ یہ بات اگرچہ ہندو پاک کے مسلمانوں پر گراں گزرے گی مگر حق ہے کہ ممتاز محل کی آخری آرام گاہ تاج محل بھی اسی حکم میں ہے۔ تاج محل کی صناعی اور فنی خوب صورتی اس کو آٹھواں عجوبہ کیوں نہ بنا دے لیکن اسلامی نقطہ نظر سے اس کی ذرا بھی اہمیت نہیں۔ بلکہ یہ قول انور اعظمی۔

عقل کچھ کہتی ہے دل کا اور ہی پیغام ہے

تاج بھی تو باعث رسوائی اسلام ہے!

بایں ہمہ اسلامی تہذیب میں بنیادی اہمیت محلات و قصور کی تعمیر کی نہیں بلکہ سیرت و کردار کی تعمیر کی ہے۔ پہلی شے انسان کی ضرورت

یہ آیت پڑھی:

﴿أَقِمْنَ أَسَسَ بُنْيَانَهُ عَلَى تَقْوَى مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانٍ خَيْرٌ أَمَّ مَنْ أَسَسَ بُنْيَانَهُ عَلَى شَفَا جُرْفٍ هَارٍ فَانْهَارَ بِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۝ لَا يَزَالُ بُنْيَانُهُمُ الَّذِي بَنَوْا رِيبَةً فِي قُلُوبِهِمْ إِلَّا أَنْ تَقَطَّعَ قُلُوبُهُمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝﴾

[التوبة: ۱۰۹، ۱۱۰]

”کیا بہتر انسان وہ ہے جس نے اپنی عمارت کی بنیاد خدا کے خوف اور اس کی رضامندی کی طلب پر رکھی ہو یا وہ جس نے اپنی عمارت ایک وادی کی کھوکھلی بے ثبات گگر پر اٹھائی اور وہ اسے لے کر سیدھی جہنم میں جا گری، ایسے ظالم لوگوں کو اللہ کبھی ہدایت نہیں دیتا۔ یہ عمارت، جو انھوں نے بنائی ہے، ہمیشہ ان کے دلوں میں بے یقینی کی جڑ بنی رہے گی۔ جو اس کے کہ ان کے دل ہی پارہ پارہ ہو جائیں اور اللہ نہایت باخبر حکیم و دانہ ہے۔“

اس کو سن کر حاضرین اور خلیفہ زار و قطار رونے لگے۔ مسجد سے واپسی کے بعد عبدالرحمن نے اپنے لڑکے حکم سے قاضی منذر کی شکایت کی اور قسم کھائی کہ آئندہ اس کے پیچھے نماز نہیں پڑھے گا۔ حکم نے باپ سے کہا: قاضی منذر کو ہٹا کر ان کی جگہ کسی دوسرے کو آپ کیوں نہیں امام بنادیتے۔ گو کہ عبدالرحمن کو قاضی سے تکلیف پہنچی تھی کہ نصیحت تلخ تھی مگر اس کا دل حق پرست تھا، اس نے حکم کو ڈانٹا اور کہا: قاضی منذر جیسے عالم، متقی اور حکیم کو ایک گمراہ نفس کی خواہش اور رضامندی کے لیے معزول نہیں کیا جاسکتا۔ مجھے اللہ سے شرم آتی ہے کہ اس کے اور میرے درمیان نماز جمعہ کے بارے میں قاضی منذر جیسا شخص سفارشی نہ ہو۔ اگرچہ انھوں نے مجھ پر کاری ضرب لگائی ہے مگر کاش میں اپنی قسم کے کفارے میں اپنا پورا ملک دے سکتا۔ (اسلام اور عربی تمدن)

ایک ایسی قوم جو خدا اور رسول ﷺ اور یوم آخرت پر یقین رکھتی ہو اس کا نصب العین یقیناً رضائے الہی کا حصول ہونا چاہیے نہ کہ محلات و قصور کی تعمیر۔

ہے اور دوسری انسان کا مقصد زندگی۔ عمارات اسی وقت تک قابل قدر ہیں جب تک وہ تہذیب کے مبادی اور نصب العین سے جڑی ہوئی ہوں یا کم از کم ان سے متصادم نہ ہوں۔ اگر یہی عمارتیں بنیادی مقاصد کے حصول میں حصار بن جائیں اور آدمی کی توجہ تعمیر سیرت سے ہٹ کر صرف مکانات کی تعمیر پر مرکوز ہو جائے تو اسلامی تہذیب میں نہ صرف یہ کہ اس کی اہمیت گر جائے گی بلکہ مذموم قرار پائے گی۔

اندلس کا نام وراموی خلیفہ عبدالرحمن ثالث (۳۵۰ھ) سلاطین میں سے سب سے بڑا عالم اور آداب صنعت و حرفت کا ماہر اور سرپرست تھا۔ اس نے اندلس کا مشہور محل ”قصر الزہراء“ تعمیر کرایا۔ اس کی تعمیر اور استحکام، رنگ و روغن اور تزئین و آرائش میں اس کو اتنا انہماک ہو گیا کہ وہ کچھ دنوں تک جمعے کی نماز میں نہ جاسکا۔ اور ایک دن جب وہ گیا تو قاضی منذر بن سعید بلوطی نے، جو قرطبہ میں امام تھے، عبدالرحمن کی تنبیہ کے لیے ایک خطبہ دیا جس کا آغاز قرآن کریم کی اس آیت سے کیا:

﴿اتَّبِعُونِ بِكُلِّ رِيحٍ آيَةً تَعْبَثُونَ ۝ وَتَتَّخِذُونَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلَدُونَ ۝ وَإِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِينَ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَالْأَطِيعُونَ ۝ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي أَمَدَّكُمْ بِمَا تَعْلَمُونَ ۝ أَمَدَّكُمْ بِأَنْعَامٍ وَبَنِينَ ۝ وَجَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ۝ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ۝﴾

[الشعراء: ۱۲۸-۱۳۵]

”کیا تم ہر اونچے مقام پر لا حاصل ایک یا دو عمارت بنا ڈالتے ہو۔ اور بڑے بڑے قصر تعمیر کرتے ہو گویا تمہیں ہمیشہ رہنا ہے اور جب کسی پر ہاتھ ڈالتے ہو تو جبار بن کر۔ پس تم لوگ اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ ڈرو اس سے جس نے تمہیں وہ کچھ دیا ہے جو تم جانتے ہو۔ تمہیں جانور دیے، اولاد دی۔ باغ اور چشمے دیے۔ مجھے تمہارے بارے میں ایک بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے۔“

اس کے بعد عمارتوں کی تزئین و آرائش اور اسراف مال کے لیے

## تبصرہ کتب

تبصرے کے لیے کتاب کے دوسنوں کا آنا ضروری ہے

۳۱

محمد کریم رضی اللہ عنہ کو نصیب فرمایا ہے اسی طرح آپ رضی اللہ عنہ کے اصحاب کو بھی درجات کی بلندیوں سے نوازا ہے۔ سب مسلمان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت و انس کرتے ہیں۔ بعض بد بخت لوگ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر طعن و تشنیع کرتے ہیں، اللہ کریم انھیں ہدایت سے نوازے، آمین۔

زیر نظر کتابچے میں مولانا محمد عظیم حاصل پوری صاحب نے ایک اچھوتے مضمون کو کتابی شکل میں جمع کر کے محبت صحابہ رضی اللہ عنہم کا ثبوت دیا ہے۔ حضور اکرم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”جس شخص نے میرے ساتھیوں (صحابہ کرام) کو بُرا کہا اس پر اللہ تعالیٰ کی فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی

فرشتوں کا صحابہ رضی اللہ عنہم سے پیار

مؤلف: مولانا محمد عظیم حاصل پوری

صفحات: ۱۵۰

ناشر: مکتبہ اسلامیہ، بالمقابل رحمن مارکیٹ غزنی سٹریٹ،

اردو بازار، لاہور

تبصرہ نگار: محمد سلیم چنیوٹی

حضرت محمد کریم رضی اللہ عنہ کے اصحاب، ساتھی، مدد و مددگار، صاحب ایمان و یقین لوگوں کو ہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔ جس طرح اعلیٰ و ارفع مقام اللہ تعالیٰ نے خاتم النبیین حضرت

## ابو ہریرہ شریعہ کالج میں داخلہ لیجیے

حضرات اس سچائی سے اچھی طرح واقف ہیں کہ ملک میں یہ واحد ادارہ ہے جس میں 1997ء سے درس نظامی کے ساتھ لازمی (Compulsary) ایف۔ اے، بی۔ اے کروایا جاتا ہے۔

داخلہ 20 اپریل تا 15 مئی

میٹرک: تاہم میٹرک کا امتحان دینے والے طلباء داخلہ لے سکتے ہیں البتہ قبل ہونے کی صورت میں طالب علم کو فارغ کر دیا جائے گا۔  
سہولیات: تعلیم، رہائش، کھانا فری تاہم درس نظامی اور کالج کی کتب طالب علم کے ذمہ ہونے کے ساتھ اسے استعداد کے مطابق کچھ ماہانہ ذرعان جمع کروانا ہوگا۔ تاکہ مفت خوری سے اجتناب اور طلباء میں خودداری پیدا ہو سکے۔

## نصاب شریعہ کالج

سال اول: ترجمہ القرآن سورۃ الفاتحۃ الاعراف، مشکوٰۃ اول، علم النحو، علم الصرف، ابواب الصرف، دروس اللغة العربیہ (دو حصے) تجوید القرآن، قرآن کریم نصاب برطانیہ لاہور بورڈ  
سال دوم: ترجمہ القرآن سورۃ الاعراف تا النمل، مشکوٰۃ ثانی، نحو میر شرح لفظی، کتاب الصرف، الطیب الخ معلم الانشاء (دو حصے) تجوید القرآن سیکنڈا نصاب برطانیہ لاہور بورڈ  
سال سوم: ترجمہ القرآن، مسلم شریف، ترمذی شریف، ہدایہ الخ، علم الصیغہ، السراجی، شرح نخبة الفکر، تجوید القرآن اشرف نصاب برطانیہ پنجاب یونیورسٹی  
سال چہارم: بخاری شریف، ہدایہ، الوجیز، شرح ابن عقیل، الفوز الکبیر، تجوید القرآن نور تھان نصاب برطانیہ پنجاب یونیورسٹی

شریعیہ کالج کے امتیازات: کما بن نصاب تعلیم کابانی ✽ تفسیر فہم القرآن اور دیگر کتب کا ناشر ✽ تحریک دعوت و حید کا محرک

## منفرد تفسیر: فہم القرآن

تفسیر کی انفرادیت: 1۔ اردو، عربی تفسیر کے اہم نکات پر مشتمل تفسیر 2۔ محاورہ اور لفظی ترجمہ 3۔ بہت سی تفاسیر سے زیادہ ربط کلام کا اہتمام 4۔ ہر آیت میں پائے جانے والے مسائل کا ترتیب وار بیان 5۔ ہر آیت کے مرکزی مضمون کی تفسیر دیگر آیات کے حوالوں سے جو ایک مکمل تقریر ہے۔ قیمت فی جلد: 700/ مہل سیٹ 6 جلدیں: 4200/ روپے

0332-8010901/042-35417233

0302-4235662/0302-8356065

میاں محمد جمیل پرنسپل، ابو ہریرہ شریعہ کالج 37 کریم بلاک اقبال ٹاؤن لاہور



لغت ہو۔“

فرشتوں کا اصحاب رسول ﷺ سے پیار و الفت بیان کی گئی ہے، جمع کر دیا ہے۔ یہ کتاب ایمان افروز، اصل حوالوں سے مزین اور تحقیق و تخریج سے آراستہ ہے۔

مکتبہ اسلامیہ کے ڈائریکٹر محترم محمد سرور عاصم صاحب کے ذوق طباعت کا نمونہ بھی کہ انھوں نے اچھا کاغذ، مضبوط جلد اور بہترین کمپوزنگ کروا کر اسے شائع کر دیا ہے۔  
محبت صحابہ کرام کا ثبوت دیجیے اور یہ کتاب ضرور پڑھیے۔

فرشتے اللہ تعالیٰ کی نوری مخلوق ہیں۔ پاک باز و مطہر لوگوں کے ساتھ یہ محبت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے سب فرشتے اپنے اپنے تفویض کردہ امور پر متمکن ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہی فرشتوں نے اصحاب رسول ﷺ سے بھی محبت و نصرت کی۔ یہ سب واقعات کتب اسلامیہ اور احادیث کے ذخیروں میں پائے جاتے ہیں۔ جناب محمد عظیم حاصل پوری نے بڑی محنت کے ساتھ ان واقعات کو جن میں

## آل پاکستان مسابقہ حفظ الحدیث

- ① دوسو پچاس احادیث پر مشتمل کتابچہ ”زبدۃ الحدیث“ مسابقہ کے لیے مقرر کی گئی ہے۔
- ② کسی بھی ادارے سے دو طالب علم حصہ لے سکتے ہیں۔
- ③ عمر ۲۲ برس سے زائد نہ ہو۔
- ④ منصفین کا فیصلہ حتمی ہوگا۔
- ⑤ مسابقہ 10 مارچ 2013ء بروز اتوار صبح 8 بجے جامعہ محمدیہ اعوان پورہ نزد احد چوک ملکہ کلاں سیالکوٹ میں منعقد ہوگا۔
- ⑥ نام درج کروانے کی آخری تاریخ 25 فروری 2013ء ہے۔

### منصفین حضرات

- فضیلۃ الشیخ حافظ عبدالحمید ازہر رحمہ اللہ۔
- فضیلۃ الشیخ ابوسیف رحمہ اللہ مرید کے۔
- فضیلۃ الشیخ قاری شفیق الرحمن رحمہ اللہ سیالکوٹ۔
- استاذ خاور رشید بٹ، لاہور۔

### تیسرا انعام

مبلغ 10,000 روپے نقد

### دوسرا انعام

مبلغ 15,000 روپے نقد

### اول انعام

مبلغ 20,000 روپے نقد

رابطہ نمبر: 0333-8675474 / 0322-7443828 / 0321-4749575

الداعی الی الخیر (مولانا) جاوید اقبال سیالکوٹی، مہتمم جامعہ ہذا۔ فون: 0300-9612322

## مسلمان لڑکی سے.....!

اے تُو کہ ہے اخلاق کے پھولوں کا خزانہ  
دنیا بڑی پُر پیچ ہے نازک ہے زمانہ  
سورج کی کرن تیرے تقدس کی ہے شاہد  
کلیوں کی زباں پر تری عصمت کا فسانہ  
نغمہ بہ ہر انداز ہے برہم کن جذبات  
بربط کی صدا ہو کہ پیانو کا ترانہ  
تہذیب گناہوں کے دوراہے پہ کھڑی ہے  
تعلیم فقط مکر ہے، اصلاح بہانہ  
کاغذ کے ہیں یہ پھول نہ خوش بو نہ طراوت  
افرنگ کی تہذیب کے دھوکے میں نہ آنا  
آتے ہیں تری سمت بھڑکتے ہوئے شعلے  
شعلوں سے ذرا دامنِ تقدیس بچانا  
اسلام کو اب تک ترے کردار پہ ہے ناز  
جذبات کو اخلاق کا پابند بنانا

(ماہر القادری)